QUICK GUIDES FOR POLICY MAKERS

ایشیائی شہروں میں غریبوں کیلئے رہائشی سہولتوں کی فراہمی

UN-HABITAT

United Nations ESCAP

بے دخلی : غریب شہریوں کی تباہی روکنے کیلئے متبادل حل

4

اظہار تشکر

رہنما کتابچوں کے سلسلے کی سات کتابوں پر مشتمل یہ سیٹ جولائی 2005 میں تھائی لینڈ میں غریب شہری آبادی کے رہائشی مسائل کے حوالے سے استعداد کار میں اضافے (Capacity Building) کے سلسلے میں منعقدہ ایک اجلاس کی سفارشات کی روشنی میں مرتب کیا گیا۔UNESCAP کے تحت یہ اجلاس جولائی 2005 میں تھائی لینڈ میں منعقد کیا گیا۔اسے مشترکہ طور پر UNESCAP کے پاورٹی اینڈ ڈویلپمنٹ ڈویژن اور UN-HABITAT کی ٹریننگ اینڈ کپیسٹی بلڈنگ برانچ (TCBB) نے اقوام متحدہ کے ڈویلپمنٹ اکاؤنٹ اور ہالینڈ کی حکومت کے مالی تعاون سے علی الترتیب ''شہری معیشتوں میں غریبوں کے رہائشی مسائل'' اور'' قومی سطح پر تربیتی اہلیتوں میں اضافہ برائے بہتر مقامی طرز حکومت اور شہری ترقی'' کے منصوبوں کے تحت تیار کیا۔اس اشتراک کے تحت ہر رہنما کتابچہ میں دیئے گئے مرکزی پیغام پر مشتمل پوسٹرز اور از خود سیکھنے کیلئے ایک ٹریننگ ماڈیول بھی تیار کیا گیا ہے۔

رہنما کتابچوں کی اشاعت UNESCAP کے پاورٹی اینڈ ڈویلپمنٹ ڈویژن کے جناب عدنان علیانی اور UN-HABITAT کی ٹریننگ اینڈ کپیسٹی بلڈنگ برانچ کی محترمہ ایسا جونسن کے مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔اس کام میں جناب یاپ کیوشنگ، جناب راف ٹٹس اور محترمہ نتالجا ویہمر کا پرجوش تعاون بھی شامل حال رہا ہے۔اس کے علاوہ مس کلیریسا اگسٹینس، جناب جین ویس بارسیلو، جناب سلیمان ارگودن، جناب سولومن ہیلیے، جناب جان میووسن، جناب راسموس پریخت، مس لووی روزالیس اور جناب ژنگ زانگ نے نظر ثانی کے علاوہ اپنی تحریروں سے نوازا۔

ان کتابچوں کو ایشین کولیشن فار ہاؤسنگ رائٹس (ACHR) کے جناب تھامس۔اے۔کر نے ڈویلپمنٹ پلاننگ یونٹ (DPU)، یونیورسٹی کالج آف لندن کے جناب بابر ممتاز، جناب مچل منگلی اور جناب پیٹرک ویکلی، جناب یاپ کیوشنگ، UNESCAP، جناب امن مہتہ، سنکلیئر نائٹ مرز کنسلٹنگ، جناب پیٹر سوان، ایشین کولیشن فار ہاؤسنگ رائٹس اور کنگ منگکٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی تھائی لینڈ کے جناب کوئین ڈیوانڈ یلر کی تیار کردہ دستاویزات کی بنیاد پر تیار کیا۔

اصل دستاویزات اور دیگر مواد اس ویب سائٹ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے: www ho.using the-urban-poor.net

درج بالا تمام مشترکہ مساعی نے ان کتابچز کی اس سیریز کو واضح شکل دینے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ہم امید کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ غریب شہری آبادی کیلئے رہائشی سہولتوں میں بہتری لانے کیلئے ایشیائی پالیسی سازوں کی روزمرہ کوششوں میں شامل ہو کر اس کار خیر میں اضافے کا باعث بنے گا۔

فہرست مضامین

ایشیائی شہروں میں بے دخلی کے تاریک سائے پھیلتے جا رہے ہیں 2
بے دخلیوں کی پانچ وجوہات 4
شہروں میں آباد غریبوں سے متعلق چند حقائق 6
مختلف ضروریات، مختلف ترجیحات 10

بے دخلی غریبوں کی زندگی پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟ 12
بے دخلی غریب کو غریب تر کیسے کرتی ہے؟ 14
رہائش کے حقوق جامد و مطلق نہیں 17
بے دخلی کے متبادل حل 19

متبادل حل 1: محفوظ ملکیت اور موقع پر اپ گریڈنگ 20
متبادل حل 2: زمین کی شیئرنگ 25
متبادل حل 3: دوبارہ آبادکاری 28
ملکیت کے حقوق مارکیٹ کی قوتوں کو غریب کمیونٹی کے پاس آنے پر مجبور کر سکتے ہیں 32

بے دخلی سے بچاؤ کے سات راستے 34
تمام امکانات کو استعمال کرنے کا رجحان 35
دوبارہ آبادکاری کے رہنما خطوط 36
بے دخلی کے خلاف 9 متبادل ہتھیار 38
اوزاروں سے بھرا باکس 41
کتابیات، مضامین، ویب سائٹس 42

جبری بے دخلیوں کی وجہ سے ہزار یہ ترقی کے اہداف (Millennium Development Goals) کا حصول دشوار ہوتا جا رہا ہے۔ موجودہ رفتار کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ 2000 سے 2020 کے درمیانی عرصے میں 34 ملین یا ممکن ہے کہ 70 ملین لوگ اپنے گھروں سے بے دخلی کا کڑوا گھونٹ پی چکے ہوں گے۔ اگر 2020 تک کچی آبادیوں کے 100 ملین رہائشیوں کی طرز زندگی میں بہتری لانے کے ہدف کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ اعداد و شمار یقیناً بہت تشویشناک ہیں۔

بے دخلی: غریب شہری کمیونٹیوں کی بہت بڑے پیمانے پر تباہی کو روکنے کیلئے متبادل حل

پالیسی سازوں کیلئے رہنما کتابچہ نمبر 4

رہائش اور انسانی حقوق کیلئے کام کرنے والی تنظیموں، غیر سرکاری تنظیموں، کثیر جہتی اداروں اور کمیونٹی کی تنظیموں کے دہائیوں سے جاری کام کے باوجود ایشیائی شہروں میں غریب گھرانوں اور غریب کمیونٹیوں کی جبری بے دخلی کے واقعات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں لاکھوں غریب شہری بے گھر اور مصائب اور افلاس کا شکار ہو رہے ہیں۔ یوں تو ان بے دخلیوں کی بہت سی وجوہات ہیں لیکن ایک بات جو سب میں مشترک ہے وہ ہے مارکیٹ کی طاقتوں کا بڑھتا ہوا کردار تاکہ یہ طے کیا جائے کہ زمین کا استعمال کیسے کیا جائے۔

ان بے دخلیوں کی بہت بڑی تعداد قطعی طور پر غیر ضروری ہے۔ اس کتابچہ میں بے دخلیوں اور انسانی زندگی پر ان کے اثرات کی مختلف وجوہات کا جائزہ لیا گیا ہے، ذرائع معاش اور شہری غریبوں کی رہائش کیلئے دستیاب امکانات شامل ہیں۔ ان سطور میں مختلف قسم کی بے دخلیوں کے درمیان امتیاز کی وضاحت کی گئی ہے اور قانون کے تناظر میں نیز اہم بین الاقوامی انسانی اور رہائشی حقوق کے معاہدات کے اندر رہتے ہوئے بے دخلی کے عمل کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

کتابچہ میں بے دخلی کے حوالے سے بہت سے عملی، جاندار اور قابل تجدید متبادلات کا تذکرہ اور وضاحت کی گئی ہے جنہیں ایشیائی شہروں میں حکومتوں، کمیونٹیوں گروپوں اور امدادی اداروں کی جانب سے آزمایا جا رہا ہے، بہتر کیا جا رہا ہے اور ان کا دائرہ کار بڑھایا جا رہا ہے۔ غریب کمیونٹیوں کے شہروں میں سستی زمین اور رہائش کے مسائل کے پائیدار حل کی تلاش، یعنی ایسے حل جن میں غریبوں کو شہروں سے نکال باہر کرنے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں، کے عمل میں وہ مرکزی اور تخلیقی پارٹنر ہیں۔ آخر میں یہ کہ کتابچہ بے دخلیوں کو کم کرنے کے رسمی طریقوں کو بہتر بنانے کے سلسلے میں حکومتوں اور پالیسی سازوں کی مدد کرنے کیلئے کتابچہ میں چند رہنما اصول پیش کیے گئے ہیں۔
زیر نظر کتابچہ کو ماہرین کے استفادے کیلئے نہیں بلکہ ایسے قومی اور مقامی سطح کے سرکاری اہلکاروں اور پالیسی سازوں کی استعداد کار میں اضافے کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے جو سستی رہائش کے معاملات کے بارے میں اپنی معلومات اور سوجھ بوجھ کو بڑھانے کے خواہش مند ہوں۔

2003 سے 2006 کے درمیان ایشیائی شہروں سے 2.14 ملین لوگ اپنے گھروں سے بے دخل کر دیئے گئے اور مزید پانچ ملین لوگ بے دخلیوں کے خطرے سے دوچار ہیں۔

ایشیائی شہروں میں بے دخلی کے تاریک سائے پھیلتے جارہے ہیں

شہرکاری، عالمگیریت اور کاروباریت کی اتحادی فوجیں غریبوں کو ان کے گھروں اور علاقوں سے نکال باہر کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگارہے ہیں۔تمام شہر ترقی کے شدید مراحل سے گذرتے ہیں، جب چیزیں تیزی سے اپنی شکل تبدیل کرتی ہیں، بے شمار تعمیراتی سرگرمیاں شروع ہوجاتی ہیں اور بے شمار لوگوں کو گھر سے بے گھر ہونا پڑتا ہے۔ بے دخلی کا عمل معاشی ترقی کے دنوں میں وقوع پذیر ہوتا ہے اور جب معیشت کا پہیہ سست روی کا شکار ہوجاتا ہے تو بے دخلیوں کی شدت میں بھی کمی آجاتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ایشیا اس وقت ترقی کے سیلاب کے درمیان کھڑا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بے دخلی کا عمل اپنے عروج پر ہے جس کے نتیجے میں بے گھری، مصائب اور افلاس کے سائے دور دور تک پھیل رہے ہیں۔

ایسی بھی صورتیں ہیں جن میں بے دخلی سے نہیں بچا جاسکتا۔اس وقت بھی جب بے دخلی کا یہ کہہ کر جواز پیش کیا جاسکتا ہے کہ یہ عوام کے وسیع تر مفاد میں ضروری ہوچکی تھی اور سڑکوں کی تعمیر، عوامی سہولیات کی فراہمی یا دیگر شہری انفراسٹرکچر کے منصوبوں کیلئے یا شہریوں کو ممکنہ ماحولیاتی خطرات سے محفوظ رکھنے کی خاطر یہ عمل ناگزیر تھا اس صورت میں بھی بین الاقوامی قوانین کا احترام نہیں کیا جاتا۔اکثر اس طرح کی بے دخلیاں بھی بغیر قانونی نوٹس دیئے اور کاغذائی کارروائی پوری کیے بغیر شروع کردی جاتی ہیں۔

"بے دخلی" کی تعریف

بے دخلی خاص طور پر جبری بے دخلی کی تعریف کرنا ایک جان جوکھوں کا کام رہا ہے۔جبری بے دخلی کی اصطلاح صرف قانونی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔دوسری جانب "ناجائز بے دخلی" کی اصطلاح موضوعی ہے، چاہے یہ اس کے حقیقت پسندانہ پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتی ہو۔لہٰذا اس کتابچہ میں استعمال ہونے والے ان الفاظ کا مطلب پھر کیا نکلا؟

جبری بے دخلی: ''افراد، خاندانوں اور/یا کمیونٹیوں کی رضامندی کے خلاف گھروں اور/یا زمین جس پر وہ سکونت پذیر ہوں سے، بغیر کسی موزوں قانونی یا کسی دیگر تحفظ کی اجازت یا رسائی کے عارضی یا مستقل انخلا''۔ تاہم جبری بے دخلی سے یہ امتناع اس جبری انخلا پر نافذ نہیں ہوتا جو قانونی تقاضوں سے مطابق ہو اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدات کی مطابقت میں ہو۔

بے دخلی اور مارکیٹ کے جبر کے نتیجے میں ہونے والی بے دخلی: اس سے مراد قابض افراد کا ایسا انخلا ہے جو گفت وشنید کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوتا ہم اس صورت میں جب گفت وشنید کی شرائط غریب گھرانوں کی کمزور مالکانہ حیثیت کی بنا پر ان پر مسلط کی گئی ہوں یا درحقیقت یہ شرائط منصوبہ بندی اور ترقی کے قوانین یا تعمیراتی آداب و معیارات کی مطابقت میں نہ ہوں۔

قانون کی رو سے کچھ بے دخلیاں ''جبری'' نہیں کہلا سکتیں لیکن ان میں سے زیادہ تر بے جا دخل اندازی کے دائرے میں آتی ہیں اور غیر ضروری ہوتی ہیں اور ان کے نتیجے میں اسی طرح افلاس ومحرومی، گھروں پر صرف ہونے والے سرمائے اور سماجی تحفظ کے نظاموں کی تباہی وقوع پذیر ہوتی ہے جس طرح ''جبری بے دخلی'' کے نتیجے میں سامنے آتی ہے۔

بے دخلیوں کی 5 وجوہات

1: بڑھتی ہوئی شہر کاری:

شہر کاری کی رفتار بڑھتی جارہی ہے اوراس کے نتیجے میں شہروں میں زیادہ سے زیادہ لوگ اور سرمایہ کاری کا بہاؤ تیز ہوتا جارہا ہے۔ غیر رسمی آبادیاں جن کا وجود پہلے نظر انداز کردیا جاتا تھا اب قابل قبول نہیں رہیں۔ اب شہر کا رسمی حصہ اس جگہ کو ترقی کی رفتار کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کی شدت سے کوششیں کررہا ہے۔

2: انفراسٹرکچر کے بڑے منصوبے:

ایشیائی شہروں میں اب بین الاقوامی سرمایہ کاری کو اپنی جانب کھینچنے کا مقابلہ شروع ہوچکا ہے۔ شہروں کو اس سرمایہ کاری کیلئے پرکشش بنانے کی خاطر شہری انفراسٹرکچر کو بہتر کرنے پر بے تحاشہ سرمایہ خرچ کیا جارہا ہے۔ اس انفراسٹرکچر میں ایکسپریس ویز، پل، فراہمی آب اور نکاسی آب، بجلی کے گرڈ اور بڑے پیمانے پر فراہمی کے نظام شامل ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ترقی کے ساتھ ساتھ شہروں کو ان چیزوں کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن جس طرح سے ان کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے اور ان پر عمل کیا جارہا ہے اس کے نتیجے میں بہت بڑے پیمانے پر لوگوں کا انخلا بھی عمل میں آرہا ہے۔

3: مارکیٹ کی قوتیں:

مارکیٹ کی قوتیں اب شدت کے ساتھ طے کررہی ہیں کہ شہروں میں زمین کو کیسے استعمال کیا جائے۔ حکومتیں اس صورتحال سے موثر انداز میں عہدہ برا نہیں ہورہی ہیں اور سرکاری زمین جس کا انتظام و انصرام ان کی ذمہ داری ہے اب سماجی مقاصد کی بجائے منافع کے حصول کیلئے استعمال ہورہی ہیں۔ اس صورتحال میں غریب جو مارکیٹ کے طے کردہ نرخوں پر رہائش خریدنے کی سکت نہیں رکھتے، انہیں اندھا دھند منافع کمانے کی مختلف صورتوں مثلاً شاپنگ مالز، سپر سٹورز وغیرہ کی خاطر ان سرکاری اور نجی زمینوں سے بے دخل کیا جارہا ہے جن پر وہ کئی نسلوں سے قابض یا کرائے دار کے طور پر رہتے چلے آرہے ہیں۔ ماضی میں بے دخلیاں غیر منظم انداز میں ہوا کرتی تھیں لیکن حالیہ برسوں میں عالمگیریت، مارکیٹ کی قیاس آرائی اور بین الاقوامی مالیات کی دستیابی کی وجہ سے مفادات میں اضافہ ہوچکا ہے جس کی وجہ سے ان کی تعداد اور حجم میں بھی اضافہ ہوچکا ہے۔

4: شہروں کی آرائش وزیبائش:

ایشیا کے بہت سے شہر سرمایہ کاروں کو لبھانے اور خود کو بین الاقوامی معیار کے شہر کے طور پر مارکیٹ کرنے کیلئے صاف ستھرا دکھائی دینے کے خبط میں مبتلا دکھائی دے رہے ہیں۔ اس میں حیرانی کی بات نہیں کہ مفلوک الحال دکھائی دینے والی کچی آبادیاں اور غیر قانونی بستیاں بالخصوص اور غریب لوگ بالعموم شہروں کے اس نئے منظر نامے میں جس کے متعلق بہت سے لوگوں کا اصرار ہے کہ اسے ایسا ہی

دکھائی دینا چاہیے، نظروں میں نہیں جچتے۔ یوں شہر کی جمال آرائی کی مہم بے دخلیوں کی ایک اور اہم وجہ بن چکی ہے۔

5: غیر موثر قوانین:

کمیونٹیوں کو بے دخلی سے محفوظ رکھنے یا انہیں ملکیت کا تحفظ فراہم کرنے کیلئے قوانین اور طریقہ کار بہت سے ایشیائی شہروں میں سرے سے وجود ہی نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ ایسے شہروں میں بھی جہاں اس حوالے سے چند بہت اچھے قوانین موجود ہیں، ان کی کھلے عام دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ غریب کمیونٹیوں کا حکومتوں اور ڈویلپرز کے ساتھ طاقت کے غیر منصفانہ رشتے میں بندھا ہونا ہے۔ چند ایک ایسے ادارے بھی ہیں جو ایسے منصوبوں میں سرمایہ کاری کرتے ہیں جن کی وجہ سے بے دخلی عمل میں آتی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ جبری بے دخلی کو برداشت نہیں کرتے اور منصوبوں سے متاثرہ خاندانوں کی دوبارہ آبادکاری کیلئے ان کے پاس کچھ بہت قابل تعریف رہنما اصول بھی ہیں لیکن عملی طور پر ان رہنما اصولوں کو ہمیشہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

شہروں میں آباد غریبوں سے متعلق چند حقائق

حقیقت: غریب دیہاتوں سے معقول وجوہات کی بنا پر نقل مکانی کرتے

زیادہ تر ایشیائی شہروں میں دہائیوں سے دیہی علاقوں سے شہروں کی جانب آبادی کا بہاؤ رہا ہے۔ زیادہ تر غریب لوگوں پر مشتمل تارکین کی یہ عظیم لہر ایک آبادی کی شماریاتی حقیقت ہے، کوشش کے باوجود کوئی حکومت اس لہر کا رخ نہیں پھیر سکی۔

لوگ اپنے دیہات کو اچھی وجوہات کیلئے چھوڑ رہے ہیں: کاشتکاری کے طریقوں میں تبدیلیاں آنے سے اور اس کا بین الاقوامی منڈیوں کے ساتھ وابستہ ہونے کے نتیجے میں دیہی آبادی کی اکثریت قرضوں کے بوجھ تلے کچلی جا رہی ہے اور قانون، کام، پیسہ یا جینے کی کسی بھی امید سے محروم ہو چکی ہے۔ اس کے ساتھ ہی پے در پے قدرتی آفات نے دیہی زندگی کا تارو پود بکھیر کر رکھ دیا ہے اور زیادہ سے زیادہ گھرانوں کو افلاس کی تاریکیوں میں دھکیل دیا ہے۔ دور دراز دیہات میں بھی ٹی وی، موبائل فون اور مواصلاتی سہولتوں کی آسانی فراہم ہونے کے نتیجے میں جانتے ہیں کہ شہروں کے دامن میں ان کیلئے کیا ہے۔ یوں ان کی نقل مکانی کرنے کے انتخاب کے پیچھے معلومات کی طاقت کارفرما ہوتی ہے۔

وہ شہروں کی جانب اچھی وجوہات کے ساتھ آ رہے ہیں: شہروں میں وہ ملازمت کرتے ہیں اور اپنے غیر رسمی کاروبار کو قائم کرتے ہیں، سستی چیزیں بناتے اور بیچتے ہیں اور سستی خدمات فراہم کرتے ہیں۔ وہ شہروں میں جتنی رقم کماتے ہیں وہ ان کی اور ان کے خاندان کی کفالت کیلئے عام طور پر کافی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں وہ گاؤں میں موجود اپنے رشتہ داروں کو اپنی کمائی میں سے پیسے بھی بھیجتے ہیں۔ شہروں میں انہیں سکولوں، صحت کے مراکز ثقافتی مواقع اور بہتر مستقبل کے مواقع میسر آتے ہیں جو انہیں کوئی گاؤں فراہم نہیں کر سکتا۔

حقیقت: شہروں کی ضرورت ہے کہ غریب خوشحال ہوں

بے تحاشا سرمایہ کاری کے نتیجے میں آنے والی دولت کا دھارا بھی جو ایشیائی شہروں میں بہہ رہا ہے اور ان کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے، اچھی وجوہات کی بنا پر وہاں آ رہا ہے۔ صنعتکاری کے ادوار جو ملکوں کو دولت مند بناتے ہیں ہمیشہ بہت بڑی افرادی قوت پر انحصار کرتے ہیں، چاہے یہ انیسویں صدی کا برطانیہ ہو یا اکیسویں صدی کا چین۔ شہروں میں جاری مختلف قسم کی معاشی سرگرمیاں مختلف شعبوں میں کام کرنے کیلئے سستی لیبر کی بہت بڑی مقدار میں فراہمی کی اجازت دیتی ہیں۔

- **صنعتی مزدور:** غریب لوگ ہنرمند اور غیر ہنرمند لیبر فراہم کرتے ہیں جو ایشیائی ملکوں کو سرمایہ کاری کیلئے پرکشش بنا رہی ہے تاکہ وہاں فیکٹریاں اور صنعت قائم ہو سکے۔

- **تعمیراتی مزدور:** غریب ہی افرادی قوت فراہم کرتے ہیں جو شہروں کی ترقی کے تقاضے پورے کرنے کیلئے گھروں، اپارٹمنٹس کی بلند و بالا عمارتوں، پلوں، سڑکوں، ایکسپریس ویز، ہوٹلوں اور شاپنگ سنٹروں کو تعمیر کرتی ہے۔

سرکاری شعبے کی لیبر: یہ غریب ہی ہیں جو گلیوں کی صفائی کرتے ہیں، اس کا کوڑا کرکٹ اٹھاتے ہیں، اس کے نکاسی آب کے نظام کو چالو حالت میں رکھتے ہیں، پارکوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں، درختوں کی تراش خراش کرتے ہیں اور شہروں کو صاف ستھرا بناتے ہیں۔

خدمات کے شعبے کی لیبر: یہ غریب ہی ہیں جو آیا گیری کرتے ہیں، گھریلو خادم اور خادمائیں بنتے ہیں، ویٹر، کلرک، خاکروب، جوتے پالش کرنے والے، ٹکٹ دینے والے، ڈش واشر، ٹیکسی ڈرائیور اور ڈیلیوری بوائے بنتے ہیں۔ یہ تمام وہ لوگ ہیں جو شہر کا کاروبار زندگی رواں دواں رکھتے ہیں۔

سستی اشیا اور خدمات: اور مارکیٹوں اور گلیوں میں پھیری لگانے والوں اور جب اور جہاں ضرورت ہو وہاں سستی خدمات فراہم کرنے والوں کے بغیر ایشیا کے شہر کہاں ہوتے؟ وہ ہر چیز بیچتے ہیں پھلوں، سبزیوں، چٹ پٹ اشیاء، سنیکس، مکئی کے لذیذ بھٹوں، بے شمار اقسام کے کھانوں، کپڑوں، سمگل شدہ اشیاء، کتابوں، رسالوں، اخباروں، گھڑیوں، جوتوں اور ہینڈی کرافٹس سے لے کر ادویات اور آئس کریم تک۔

زندہ رہنے کی جبلت بہت طاقتور ہے اور جب رہنے کیلئے کوئی انتخاب باقی نہ رہے تو غریب کچی آبادیاں اور غیر قانونی بستیاں تخلیق کرتے ہیں اور ان میں اپنا ٹھکانہ بنا لیتے ہیں۔

حقیقت: غریبوں کے پاس کچی آبادیوں کے سوا کوئی انتخاب نہیں

بہت بڑے پیمانے پر سرمایہ اور بہت بڑی تعداد میں غریب شہروں میں بیک وقت اکٹھے ہو رہے ہیں لہٰذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ زمین کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں اور غریب رسمی زمین یا رہائش کی خریداری کے سلسلے میں روز بروز خود کو زیادہ سے زیادہ بے بس محسوس کر رہے ہیں۔ ایشیائی شہروں میں تمام سطحوں پر حکومتیں اور منصوبہ ساز غریب ورکروں کے بہاؤ (اور شہروں میں غریب شہریوں کی آبادی کے فطری اضافے) کا سامنا کرنے اور ان کی سستی رہائش، زمین اور بنیادی ضروریات کو سمجھنے اور اس کیلئے منصوبہ بندی کرنے میں مکمل طور پر ناکام دکھائی دے رہے ہیں۔

ایشیا میں ایسی کوئی ایک مثال بھی مشکل سے ہی ملے گی جس کے مطابق حکومتوں نے غریب آبادی کیلئے سستی زمین اور رہائش کی ضروریات کو پورا کرنے کے سلسلے میں ان کی مدد کیلئے کوئی پروگرام تشکیل دیئے ہوں اور ان مارکیٹوں میں کامیابی سے مداخلت کی ہو۔ جب بھی حکومتوں نے غریبوں کو امدادی سماجی ہاؤسنگ فراہم کرنے کیلئے پروگرام شروع کیے، ان پروگراموں کو کئی وجوہات کی بنا پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

- ان حکومتوں نے اپنی رہائشی پروگراموں کے ذریعے غریبوں کو جس قدر تعداد میں رہائشی سہولیات فراہم کیں وہ اصل ضرورت کا عشر عشیر بھی نہیں تھیں۔

- غریبوں کیلئے بنائے جانے والے مکانات زیادہ تر ناموزوں جگہوں پر، خستہ حال اور نامناسب طور پر ڈیزائن کیے گئے تھے۔
- ان مکانات کی الاٹمنٹ میں بدانتظامیاں کی گئی تھیں جن کی وجہ سے یہ مکانات صرف طاقتور گروپوں کے حصے میں ہی آئے۔

- ان مکانات کی ماہانہ اقساط اکثر غریبوں کی استطاعت سے بہت زیادہ رکھی گئی لہٰذا انہیں زیادہ خوشحال گھرانوں کو اپنی ملکیت کے حقوق بیچنا پڑے۔

ہر ایک کو زندہ رہنے کیلئے ایک چھت کی ضرورت ہوتی ہے حتیٰ کہ شہر کے غریب کو بھی

چونکہ رسمی مارکیٹیں اور حکومتوں کے پروگرام غریبوں کی مدد کرنے میں ناکام ہوگئے لہٰذا انہوں نے اپنی مدد آپ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ان کے پاس کوئی انتخاب نہیں تھا۔انہیں شہروں کے اندر متروک یا غیر محفوظ زمینوں پر یا شہر کی حدود سے باہر اپنی آبادیاں خود تعمیر کرنے کیلئے ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔اس کیلئے انہیں منصوبہ بندی کی کوئی مدد حاصل تھی نہ انہیں بنیادی خدمات میسر تھیں۔انہیں ان آبادیوں میں ملکیت کے قانونی حقوق کا تحفظ حاصل ہوا نہ کوئی سرکاری شناخت حاصل ہوسکی۔

سوچے سمجھے خطرات:

جب لوگ عدم تحفظ اور ابتری کی حالت میں کسی کچی آبادی یا غیر قانونی بستی میں رہائش پذیر ہونے کے خطرات اور نقصانات کا اندازہ لگاتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی ان کے سامنے یہ حقیقت بھی ہوتی ہے کہ اپنے گھرانے کی معاشی حالت اور زندہ رہنے کے سوال کو آسائش، تحفظ، حفظانِ صحت اور سیکورٹی سے بالاتر درجہ دینا ناگزیر ہے)۔

حقیقت: کچی آبادیاں رہائشی مسائل کا موثر حل

قومی پالیسی ساز، شہر کی انتظامیہ، شہری منصوبہ ساز اور سول سوسائٹی کا ایک بڑا حصہ کچی آبادیوں اور غیر قانونی بستیوں کے پھیلاؤ کو اپنے شہر کیلئے ایک ناگوار منظر اور لاقانونیت میں اضافے کے طور پر دیکھنے کا عادی ہے۔ان کے خیال میں ان کچی آبادیوں اور غیر قانونی بستیوں کو ملیامیٹ کر دینا چاہیے تاکم ازکم شہر کے پوشیدہ گوشوں میں چھپا دینا چاہیے۔اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ ایک پرہجوم، گندی، منصوبہ بندی سے عاری بستی کو اپنے انتہائی غیر معیاری تعمیراتی معیار، برے انفراسٹرکچر (یا سرے سے انفراسٹرکچر کا وجود بھی اکثر نہیں ہوتا) اور غیر محفوظ ملکیت کے حقوق کے ساتھ کسی بھی طرح مثالی طرز زندگی کی حامل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

تاہم اگر آپ اس کی تسلیم شدہ خستہ حالی کی خارجی لہر کے نیچے دیکھیں اور گہری نظر سے جائزہ لیں کہ اس کچی بستی کی کمیونٹیاں کس انداز میں زندگی بسر کررہی ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ یہ وہ بستیاں

نہیں ہیں جہاں مایوسی کی فصل لہلہاتی ہے اس کے برعکس یہ وہ جگہ ہے جس کی گود میں تعاون، امید اور ترقی کے پھول کھلتے ہیں۔ یہ عارضی بستیاں غریبوں کیلئے بہت تیزی کے ساتھ زندگی کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے والے ایک جاندار اور پیچیدہ نظام کو جنم دیتی ہیں جو ان کی بہت سی ضروریات کو پورا کرنے اور انہیں غربت کی دلدل سے باہر نکالنے میں ان کی مدد کرتا ہے۔ کچی آبادیاں غریبوں کو کیا پیش کرتی ہیں؟ آیئے جائزہ لیں:

1: سستی رہائش یہ رہائش خود ساختہ، خریدی ہوئی یا کرائے پر حاصل کردہ ہوسکتی ہے اور یہ صورتحال کا نتیجہ ہیں جس میں کسی رسمی آبادی میں غریبوں کیلئے رہائش دستیاب ہونا اور اسے برداشت کرنا کسی صورت ممکن ہی نہیں ہے۔

2: روزگار کی جگہ غیر رسمی اقتصادی سرگرمیوں جن میں گھریلو دست کاریاں اور بے شمار چھوٹی موٹی چیزیں بنانا، چھوٹے پیمانے پر اشیاء کی تیاری، ٹیلرنگ، ری سائیکلنگ، دکانداری اور کھانے پینے کی اشیاء تیار کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

3: سماجی بہبود کے نظام دوستوں اور رشتہ داروں کی جانب سے ایک دوسرے کی مدد کے پروگرام جن میں رابطے، مشاورت، رہنمائی، قرضے اور ہر قسم کی امداد فراہم کی جاتی ہے؛ وہاں جہاں غریبوں کو کوئی احساس تحفظ اور مدد دستیاب ہونے کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔

4: اشیاء اور خدمات تک رسائی غیر رسمی کاروبار کے ذریعے اشیاء اور خدمات کی فراہمی جو ان کی ضروریات اور ان کی بجٹ کے عین مطابق ہوتی ہیں۔ اس میں گھریلو استعمال کی اشیاء غیر رسمی قرضے، قلیل مقدار میں خوراک، ہیر ڈریسر، کلینک اور ٹیوشن کیلئے کلاسز شامل ہیں۔

مختلف ضروریات، مختلف ترجیحات

غریب جب رہائش کی تلاش میں نکلتے ہیں تو ان کے مدنظر کیا ہوتا ہے؟

جب ایک غریب گھرانا جب اپنی چھت کے امکانات پر غور کر رہا ہوتا ہے تو اس کی ترجیحات خوشحال لوگوں سے یکسر مختلف ہوتی ہیں جو دکھاوا، ڈیزائن، آسائش،، سہولت یا دوبارہ فروخت کی قدر کو اہمیت دیتے ہیں۔ جب حکومتیں اور ڈویلپرز غریب لوگوں کی رہائش کے حوالے سے حقیقی ضروریات کے بارے میں غلط اندازے لگاتے ہیں تو اس کے نتیجے میں ایسی ہاؤسنگ پالیسیاں اور منصوبے وجود میں آتے ہیں جو غریبوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں ناکام بھی رہتے ہیں اور ان کی رسائی سے بھی باہر ہو جاتے ہیں۔ آیئے دیکھیں کہ غریب لوگوں کی رہائش کیلئے کیا ضروری ہے؟

1: لوکیشن: روزگار کی جگہ اور کمائی کے مواقع کی قربت وہ سب سے اہم عنصر ہوتا ہے جو ایک غریب اپنی رہائش کیلئے موزوں سمجھتا ہے۔ مارکیٹوں، فیکٹریوں، کاروباری مراکز، آمدورفت کے اڈوں اور تعمیراتی سائٹس کے نزدیک ہونے کا مطلب ہے بہتر آمدن، کمائی کے زیادہ مواقع اور آمدورفت پر کم از کم اخراجات۔ بہت سے رہائش کے پروگرام محض اس لیے ناکام ہو جاتے ہیں یا ان میں زیادہ دیر تک غریب قیام نہیں کر پاتے کیونکہ وہ شہری مراکز، صنعتی علاقوں، سکولوں، صحت کے مراکز اور سماجی خدمات سے بہت زیادہ فاصلے پر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شہر کے اندر بنی ہوئی کچی آبادیاں چاہے ان کی حالت کیسی ہی کیوں نہ ہو غریبوں کیلئے زیادہ قابل ترجیح ہوتی ہیں۔

2: کام کی جگہ: بہت سے غریب لوگوں کیلئے رہائش محض سونے جاگنے اور اٹھنے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی بلکہ ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں پر آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیاں ہونا ممکن ہو۔ ان گھروں میں ہونے والے اقتصادی سرگرمیوں میں کپڑے سینا،، دست کاری کے نمونے بنانا، مارکیٹ میں دکانوں پر سپلائی کرنے کیلئے یا ٹھیلوں پر رکھ کر فروخت کرنے کیلئے کھانے پینے کی اشیاء تیار کرنا، چیزوں کو مرمت کرنے والی دکانیں، ہلکی پھلکی اشیاء کی تیاری، گھریلو استعمال کی اشیاء بنانا، کریانے کی دکانیں، بیوٹی سیلون، لانڈری، بیکری، چھوٹے ریستوان، اور کرائے پر چڑھانے کیلئے کمرے اور بیٹھکیں شامل ہیں۔ عام طور پر گراؤنڈ فلور کو رہائش کیلئے ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ اس میں رہائشی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اقتصادی سرگرمیوں کو جاری رکھا جاسکتا ہے۔ تین چار منزلہ فلیٹس کے بلاکس کسی گھرانے کی کمانے کی صلاحیت کو ڈرامائی حد تک کم کر دیتے ہیں کیونکہ ان میں اس قسم کی اقتصادی سرگرمیوں کیلئے کوئی جگہ نہیں رکھی جاتی۔

3: کمیونٹی کی امداد کے نظام: کچی آبادیوں میں گھرانے صرف ہنگامی یا مصیبت کے دنوں میں ہی نہیں بلکہ روزمرہ زندگی میں بھی ہر قسم کی باہمی امداد اور تعاون کیلئے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے روابط پر بہت زیادہ انحصار کرتے ہیں۔ کمیونٹی کے سماجی تعاون کے نظام اور مقامی طور پر تعلقات کے ان پیچیدہ روابط کے کیا فائدے ہیں؟ اس سوال کا جواب ہے: بجلی کی سہولت تک غیر رسمی رسائی، بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت، ملازمت کی تلاش، معلومات، ہنگامی صورت میں مالی امداد یا قرضوں کے حصول اور ہر قسم کی ٹوٹی پھوٹی اشیاء کی مرمت کے سلسلے میں تعاون۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب غریب لوگ شہر سے دور سماجی رہائش کے منصوبوں کی بلند و بالا رہائشی عمارتوں میں خود کو تنہا اور الگ تھلگ محسوس کرتے ہیں تو وہاں ان کیلئے زندہ رہنا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی دنیا میں لوٹ آتے ہیں۔

4: لاگت: رہائشی مالیات کے پیشہ ور ماہرین عام طور پر اندازے لگاتے ہیں کہ کرائے یا رہن رکھنے کی صورت میں کسی گھرانے کی ماہانہ آمدنی کا 20 سے 30 فیصد حصہ رہائشی ضروریات کی تکمیل پر آنے والی لاگت کیلئے وقف کیا جا سکتا ہے۔ یہ تخمینہ کسی درمیانی آمدنی کے حامل گھرانے کیلئے تو شاید درست ہو لیکن یہ بے شمار غریب گھرانوں کیلئے غیر حقیقت پسندانہ ہے جنہیں ضروریات زندگی مثلاً خوراک، علاج معالجہ، آمدورفت اور ہنگامی ضروریات پر اپنی آمدنی کا بہت بڑا حصہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ بہت کم کرائے کی رہائش بھی غریبوں کی آمدنی کے ایک بڑے حصے کا متقاضی ہوتا ہے جو ان کی استطاعت سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ کوئی گھرانہ جتنا غریب ہوگا اتنا ہی وہ اپنی رہائش پر اپنی آمدنی کا فی صد حصہ خرچ کرنے پر مجبور ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی کچی آبادی میں نہایت کفایت شعاری سے تعمیر کی جانے والی ایک جھونپڑی کسی غریب گھرانے کیلئے سب سے زیادہ موزوں ثابت ہو کیونکہ اس طرح کی رہائش میں انہیں یہ آسانی ہوتی ہے کہ ان کی معاشی بنیاد زیادہ مضبوط ہونے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔

بے دخلی غریبوں کی زندگیوں پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟

بے دخلی غربت کو کم کرنے کی بجائے اسے جنم دیتی ہے۔ یہ ہمارے شہروں میں رہائش کے مسائل کم کرنے کی بجائے انہیں اور زیادہ بڑھا دیتی ہے۔ ہر طرح اور ہر صورت میں بے دخلی ترقی کے عمل کی نفی ہے

ایشیائی شہروں میں غریب کمیونٹیاں بے دخلیوں کا سب سے بڑا ہدف ہیں۔ یہی وہ گروہ ہے جو بے دخلی کے اثرات کا سامنا کرنے کے کسی طرح قابل نہیں ہوتا اور یہی وہ گروہ ہے جو کسی شعبے میں متبادل زمین اور رہائش کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا۔ جب بے دخلی کے نتیجے میں لوگوں کو جبری طور پر اپنے گھروں اور کمیونٹیوں کو چھوڑنا پڑتا ہے تو پہلے ہی سے غربت اور افلاس کی چکی میں پسنے والے لوگ مزید کسمپرسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بے دخلی کی صورت میں وہ اپنے سامان اور گھروں کی تعمیر اور آرائش پر خرچ ہونے والے سرمائے سے تو وہ محروم ہوتے ہیں ہیں اس کے ساتھ ہی وہ سماجی تعاون کے اس نظام سے بھی محروم ہو جاتے ہیں جو انہیں پہلے حاصل تھا۔ ان میں سے بے شمار ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنی ملازمت یا روزگار کے ذرائع کھو بیٹھتے ہیں۔ بے دخلی کا شکار ہونے والے گھرانوں کیلئے نئی رہائش کا انتظام کرنے کے سلسلے میں قرضوں کی دلدل میں پھنس جانے کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔

جبری بے دخلی کچی آبادیوں کے خاتمے کا باعث ہو سکتی ہے جنہیں کوئی بھی نہیں دیکھنا چاہتا لیکن وہ شہر میں مکانات کی کمی کا مسئلہ حل کرنے میں بالکل مددگار نہیں ہوتی جس وجہ سے غریب لوگ وہاں رہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس غریب لوگوں کو بے گھر کرنے کے نتیجے میں بے دخلیاں مسائل کو بدترین شکل دے دیتی ہیں۔ جب لوگوں کو متبادل اور قابل قبول رہائش کا انتظام کیے بغیر ان کے گھروں سے زبردستی نکالا جاتا ہے تو وہ شہروں سے باہر نئی کچی آبادیاں اور غیر قانونی بستیاں تعمیر کر لیتے ہیں یا پہلے سے موجود دوسری کچی آبادیوں میں پناہ لے لیتے ہیں۔

خواتین اور بچے

بے دخلی کے سب سے سنگین اثرات کا شکار غریب لوگوں میں سے سب سے کمزور لوگ مثلاً جن گھرانوں کی سربراہ کوئی عورت ہوتی ہے، بوڑھے اور معذور ہوتے ہیں۔ ان کیلئے بے گھری اور کسمپرسی کی زندگی کا پیغام لے کر آتی ہے۔ بے دخلیوں کے دوران غریب عورتوں اور بچوں کو خاص طور پر ہدف بنایا جاتا ہے۔ اور جب عورتیں اس کے خلاف مزاحمت کرتی ہیں تو انہیں اکثر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ عورتیں ہی ہوتی ہیں جن کی بے دخلی کے بعد سب سے زیادہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ از سر نو اپنے مکانات تعمیر کریں یا نئی پناہ گاہ کی تلاش میں نکلیں۔

بچوں کیلئے بے دخلی ذہنی دباؤ، گھریلو تحفظ کے خاتمے، ہمسائیوں، اور معمول کی زندگی سے محرومی جیسے سنگین مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ انہیں سکولوں سے خارج کر دیا جاتا ہے اور وہ دوستوں کی دوستی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے بچے ایسے ہیں جو بے دخلی کے بعد تشویش (Anxiety) اور جارحیت جیسے جذباتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حکومتیں اور شہری حکام اکثر سرکاری اور نجی زمینوں سے غیر قانونی قابضین کی بے دخلی کا جواز پیش کرتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں کہ غیر قانونی قابضین اہم انفراسٹرکچر کے منصوبوں مثلاً نئی سڑکوں، نکاسی آب کے نظام، بجلی اور فراہمی آب کے گرڈز کا راستہ

روک دیتے ہیں۔جن کی شہروں کو خدمات کی فراہمی کے سلسلے میں شدید ضرورت ہوتی ہے۔لیکن اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ ایشیا میں بے دخلیوں کے عمل کی بنیاد کاروباری تعمیرات مثلاً شاپنگ سنٹرز، پلازوں، گالف کے میدانوں، سینما گھروں اور مارکیٹوں پر اپارٹمنٹس وغیرہ کو وجود میں لانا ہوتا ہے جن کا ہونا ضروری نہیں ہے نہ اس کا عوامی مفاد سے کوئی تعلق ہے۔

کمیونٹی کی تنظیمیں، سول سوسائٹی کے گروپ اور امدادی ادارے شہری کوڈز اور قومی ترقی کے نام پر کیے جانے والے اس عمل پر سوال اٹھا رہے ہیں جو بے شمار لوگوں کو افلاس کے گڑھے میں دھکیلنے اور انہیں مصائب کا شکار بننے کا باعث بن رہا ہے۔ممکن ہے کہ قانون ان لوگوں کی طرف داری کرے جو زمین کے قانونی مالک ہیں اور ممکن ہے کہ قانون دان ان کے حق ملکیت کو تمام لوگوں کیلئے مناسب رہائش کی فراہمی کے حق پر ترجیح دیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ بے دخلی شہر کی ترقی کی ضرورت اور اپنے لیے سر چھپانے کی جگہ تلاش کرنے والے غریبوں کے درمیان تنازع کو حل کرنے کا کسی طرح بھی تعمیری حل نہیں ہے۔

بے دخلیاں کیسے غریب کو غریب تر بناتی ہیں؟

■ ایشیائی شہروں میں بے دخلیاں غربت کی بڑی وجہ ہیں۔ یہ غریبوں کو شہری مراکز سے باہر نکال کر انہیں کام کی جگھوں سے دور اور کسی بھی قسم کی سہولت سے عاری نیم شہری علاقوں کی جانب دھکیل رہی ہیں۔

■ ان کے نتیجے میں غریبوں کو آمد و رفت کے اضافی اخراجات اور وقت کے زیاں کا اضافی بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ ان کی وجہ سے والدین (خصوصاً ماؤں) کو اپنے گھروں اور آبادیوں سے دور کام کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔

■ بے دخلیاں غریبوں کو علاج معالجے کی سہولتوں، تعلیمی اداروں سے دور کر رہی ہیں اور شہروں میں امیر اور غریب کے درمیان خلیج کو وسیع تر بنا رہی ہیں۔

■ یہ لاتعلقی پیدا کر رہی ہیں اور اس کے نتیجے میں ٹکراؤ کو ہوا دے رہی ہیں جو جب غربت کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالتے ہیں تو جرائم اور تشدد میں اضافہ ہوتا ہے۔

■ ان کی وجہ سے رہائش، انفراسٹرکچر اور چھوٹے کاروباروں میں لگا ہوا بھاری سرمایہ ڈوب جاتا ہے اور ذاتی اور گھریلو اشیا کی تباہی رونما ہوتی ہے۔

■ یہ بچوں کی پڑھائی میں خلل ڈالتی ہیں۔

■ یہ پرانی کمیونٹیوں اور ان کے قرب و جوار میں موجود سماجی تعاون کے نظاموں کے تار و پود کو نقصان پہنچانے یا انہیں مکمل طور پر تباہ کر دینے کا باعث بھی بنتی ہیں۔ بے دخلی کے بعد بہت سے رشتہ داروں اور دوستوں کا ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ ہمیشہ کیلئے منقطع ہو جاتا ہے۔

■ بے دخلیاں شہر کے سب سے کمزور طبقات میں تشدد اور ذہنی دباؤ کی صورتحال کو جنم دیتی ہیں۔ بچوں کیلئے خاص طور پر بے دخلیاں ان کے دلوں میں دہشت بٹھانے کا سبب ہو سکتی ہیں کیونکہ اس سے ان کے ماحول میں وہ استحکام اور معمول کی زندگی ختم ہو جاتی ہے جو ان کی ذہنی نشو و نما کیلئے از حد ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اس کے نتیجے میں ان کیلئے شدید جذباتی اور نشو و نما کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

■ سب سے بڑھ کر یہ کہ بے دخلیاں شہر کے نواحی علاقوں میں جنہیں حکومتیں مستقبل میں ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہیں، بہت سی نئی، سہولیات سے یکسر عاری یا بہت کم سہولیات کی حامل آبادیوں کے قیام کا راستہ ہموار کرتی ہیں۔

رہائش انسانی حق ہے، بے دخلی اس حق کی خلاف ورزی ہے

بے دخلی کو اکثر ایسے عمل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جس کے ذریعے ان لوگوں کو جو کسی دوسرے کی زمین پر غیر قانونی طور پر قابض ہوں قانونی کارروائی کے ذریعے وہاں سے نکالا جاتا ہے۔ اس سوچ کے حامل لوگوں کے خیال میں قابضین جرائم پیشہ ہوتے ہیں اور جائیداد کے مالک ان کے شکار ہوتے ہیں۔ یہ خیال بے دخلی میں چھپی انسانی حقیقت کو ہرگز آشکار نہیں کرتا، جو ہمیشہ بے دخلی کا شکار ہونے والوں کیلئے تکلیف دہ، پرتشدد اور افلاس کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ یہ خیال بہت سے ملکوں میں موجود زمین کے استعمال اور جائیداد کی ملکیت کے حوالے سے نامنصفانہ نظاموں کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے جو چند لوگوں کو تو بے حد وحساب جائیداد سے عیش کی زندگی بفر کرنے کی اجازت دیتا ہے اور ابے شمار محروم لوگوں کو نان جویں کا ٹکڑا تک نہیں دیتا۔

بہت سے ملکوں میں مقامی قوانین کے تحت جبری بے دخلی غیر قانونی یا غیر آئینی ہے جب تک کہ قانون، پالیسیوں، طریقہ کار اور رہنما اصولوں کی مکمل پاسداری نہ کی جائے۔ تاہم بہت سے ملکوں میں قانونی اور سیاسی نظام چاہے وہ غریبوں کی رسائی میں ہی کیوں نہ ہوں، ان میں قوانین کی خلاف ورزی کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور جائیداد کی ملکیت رکھنے والوں کے حقوق کو مناسب رہائش رکھنے کے حق پر فوقیت دی جاتی ہے تاکہ ان رہائشیوں کی پے در پے بے دخلیوں کو تحفظ دیا جائے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ترقیاتی عمل کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں یا یہ کہ ان کی وجہ سے سیکورٹی کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

اس کے باوجود عدالتیں چاہیں تو وہ ترقی پسندانہ راستہ اپنا سکتی ہیں لیکن وہ عام طور پر بے دخلی کا شکار ہونے والوں کی حمایت کرنے سے گریز کرتی ہیں۔ دنیا بھر میں بلدیاتی، صوبائی اور وفاقی حکومتیں اپنے ہی بنائے ہوئے قوانین اور آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے باقاعدگی سے بے دخلیوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جبری بے دخلیاں خلاف قانون ہیں

اقوام متحدہ 1945 میں وجود میں آئی۔ اس کے بعد سے اس کی اصل توجہ قراردادوں، معاہدات اور ایجنڈوں کے ذریعے جن میں مخصوص انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے دنیا بھر میں ناانصافیوں کے خاتمے پر مبذول رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے ذریعے دنیا کے بہت سے ملکوں کے طرز حکومت میں موجود معاشی اور سماجی ناہمواری کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ تقریباً تمام ایشیائی ملکوں نے ان معاہدات پر دستخط کر رکھے ہیں اور ان میں درج اصولوں کی پاسداری کا عہد کیا ہوا ہے۔

- انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ کے آرٹیکل 25 میں بیان کیا گیا ہے کہ ''ہر ایک کو ایسے معیار زندگی کا حق حاصل ہے جو بشمول خوراک، لباس اور رہائش اس کی اور اس کے خاندان کی صحت اور بہبود کیلئے کافی ہو۔''

- معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ (CESCR) بین الاقوامی قانون برائے انسانی حقوق کے تحت رہائش کے حقوق کا قانونی منبع ہے۔ اس معاہدے کی شق (1) 11 واضح طور پر کافی رہائش کے حق کا تذکرہ کرتی ہے۔ CESCR کے General Comment No.7 جو مناسب اور کافی رہائش کے حق سے متعلق ہے بیان کرتا ہے کہ ''ریاستوں کو بذات خود جبری بے دخلیوں سے

گریز کرنا چاہیے اور اس امر کو یقینی بنانا چاہیے کہ ان کے کارندوں اور غیر جانبدار فریقین پر اس قانون کا مکمل اطلاق ہو رہا ہے جو جبری بے دخلیاں کرتے ہیں''۔ یہ معاہدہ مزید بیان کرتا ہے کہ ''بے دخلیوں کا نتیجہ افراد کو بے گھر کرنے کی صورت میں یا دوسرے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی صورت میں نہیں نکلنا چاہیے''۔ علاوہ ازیں انتہائی ناگزیر حالات میں جبکہ بے دخلی ناگزیر ہو یہ معاہدہ اس کا شکار ہونے والوں کیلئے حفاظتی نظام بھی وضع کرتا ہے۔

■ **1995** میں استنبول میں اپنایا جانے والا Habitats ایجنڈا جس پر 171 ملکوں نے دستخط کر رکھے ہیں اس عہد کی تجدید کرتا ہے کہ ''مناسب رہائش کے حق کا مکمل اور ترقی پسندانہ احساس جیسا کہ بین الاقوامی معاہدات میں فراہم کیا گیا ہے۔ اس تناظر میں ہم حکومتوں کی جانب سے لوگوں کو پناہ کے حصول اور رہائش اور اس کے قرب وجوار کی حفاظت اور بہتری کی ذمہ داری کی نشاندہی کرتے ہیں''۔

رہائش کے حقوق جامد و مطلق نہیں

رہائش کا حق جیسا کہ بین الاقوامی قانون میں واضح کیا گیا ہے، انسان کی ان بنیادی ضروریات کے بارے میں ہے جو ہمیں زندہ رہنے میں مدد دیتی ہیں۔ اچھی رہائش کسی گھرانے کی بہبود اور کسی ملک کی وسیع تر اقتصادی اور سماجی ترقی میں اضافہ کرتی ہے۔ ایک باوقار رہائش کے کم از کم تقاضے کیا ہیں؟

- **قانونی طور پر محفوظ ملکیت:** لوگوں کو اپنے گھروں سے بے دخلی، خوف و ہراس اور دیگر خطرات کے خلاف یقینی تحفظ دیا جائے۔ ریاستوں کا فرض ہے کہ وہ متاثرہ گروہوں کی مشاورت کے ساتھ ملکیت کے تحفظ کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔

- **خدمات اور انفراسٹرکچر کی دستیابی:** رہائش میں ایسی سہولیات کو بھی شامل کیا جانا چاہیے جن میں صحت، تحفظ، آسائش اور غذائیت: پینے کا صاف پانی، کھانا پکانے کیلئے توانائی یا ایندھن، حدت، روشنی، سینی ٹیشن کی سہولیات، فضلے کی نکاسی، سٹوریج اور ایمرجنسی خدمات شامل ہیں۔

- **مصارف برداشت کرنے کی اہلیت:** مناسب رہائش کی لاگت اس قدر زیادہ نہیں ہونی چاہیے کہ اس پر کسی گھرانے کو دیگر ضروریات کو پورا کرنے کے سلسلے میں سمجھوتا کرنا پڑے۔

- **سکونت پذیری:** رہائش کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مکینوں کو سردی، نمی، تپش، بارش یا صحت کو درپیش دیگر خطرات اور ساختیاتی(Structural) خطرات سے بچائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ رہائش گاہ میں انہیں کافی جگہ کی گنجائش بھی میسر آئے۔

- **رسائی:** ہر ایک کو کافی رہائش کا حق حاصل ہے اور خاص طور پر محروم گروہوں کو رہائش تک مکمل اور مستقل رسائی حاصل ہونی چاہیے جس کا مطلب انہیں گھروں کی فراہمی یا زمین کے استعمال کی منصوبہ بندی میں ترجیحی رتبہ دینا بھی ہے۔

- **لوکیشن:** رہائش کا ان علاقوں میں واقع ہونا ضروری ہے جہاں روزگار کے مواقع، علاج معالجہ کی سہولیات، سکول، چائلڈ کیئر اور دیگر سماجی سہولیات موجود ہوں۔ یہ شہری اور دیہی دونوں جگہ یکساں لاگو ہوتی ہیں۔ رہائش گندی جگہوں یا آلودگی کے ذرائع کے اوپر یا ان کے قریب نہیں ہونی چاہیے۔

- **ثقافتی موزونیت:** گھروں کی ترقی یا جدت کیلئے کی جانے والی تمام سرگرمیوں کے دوران یقینی بنانا چاہیے کہ رہائش کے لئے ثقافتی پہلوؤں کی قربانی نہ دینا پڑے لیکن اس کے ساتھ ہی جدید تکنیکی سہولیات کو بھی یقینی بنایا جانا ضروری ہے۔

امدادی ادارے غریبوں کے رہائشی حقوق کی حفاظت میں کیسے مددگار ثابت ہو سکتے ہیں؟

منیلا میں جاپان کے مالی تعاون سے تعمیر کیے جانے والے کئی انفراسٹرکچر منصوبوں کی راہ ہموار کرنے کیلئے بہت سی غریب کمیونٹیوں کو ان کے گھروں سے بے دخل کیا جا رہا تھا۔ ان منصوبوں میں ایک ہائی وے فلائی اوور، ایک زیر زمین آبی

گذرگاہ، ایک ریلوے کا توسیعی منصوبہ اور ایک ائرپورٹ کی توسیع کا منصوبہ شامل تھے۔غریبوں کی تنظیموں کی ایک ایسوسی ایشنDAMPA نے جاپانی حکومت کو درخواست دی کہ ان منصوبوں کی وجہ سے غریب لوگوں کے رہائشی حقوق کی بہت سنجیدہ خلاف ورزیاں ہورہی ہیں۔جاپانی حکومت نے ایک حقائق تلاش کرنے والی ٹیم (جس میں مذہبی تنظیموں، ماہرین تعلیم اور غیر سرکاری تنظیمیں کی نمائندگی بھی تھی) وہاں حقیقت حال کا پتا چلانے کیلئے بھیجی۔اس ٹیم نے پتا چلایا کہ لوگوں کو وہاں سے بغیر مشاورت کیے اور بغیر پیشگی نوٹس دیئے نکالا جارہا ہے اور دوبارہ آبادکاری کیلئے ایسی جگہوں پر بھیجا جارہا ہے جہاں انہیں بجلی، پانی، ٹوائلٹ، سکول اور ہسپتال جیسی کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ان بے دخلیوں کے نتیجے میں بے شمار لوگ اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں۔اس کے علاوہ عمل درآمد کرانے والے اداروں کی جانب سے زرتلافی اور معاونت کے وعدوں کو بھی پورا نہیں کیا جارہا۔حقائق تلاش کرنے والی ٹیم کی دریافتیں مقامی اخبارات میں شائع ہوئیں تو اس کے نتیجے میں جاپانی حکومت نے ان منصوبوں کیلئے جن کے نتیجے میں جبری بے دخلی اور دوبارہ آبادکاری کی جارہی تھی، رقوم کی فراہمی منسوخ کردی اور اس کے ساتھ ہی ان منصوبوں کے دوران ہونے والے حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکایات کی تحقیقات کرانے کے عزم کا بھی اظہار کیا۔

ترقیاتی منصوبے جو بے دخلیوں کی وجہ بنتے ہیں پتھر پر لکیر نہیں ہوتے۔ شہری منصوبہ بندی کا عمل بہت زیادہ سیاسی نوعیت کا ہے۔ اسے ساکت وجامد نہیں سمجھنا چاہیے۔ ان منصوبوں کا ہر پہلو قابل گفت وشنید ہے۔

بے دخلی کے متبادل حل

تقریباً ہر بے دخلی سے گریز کیا جاسکتا ہے

بہت سی جگہوں پر اور بہت سے انداز میں شہری غریبوں کو ترقی کی بساط پر شطرنج کے پیادوں جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ جب جی چاہا انہیں ایک جگہ سے اٹھایا اور دوسری جگہ پر رکھ دیا۔ انہیں عام طور پر انسان نہیں سمجھا جاتا جن کی حقیقی ضروریات، حقیقی خاندان اور حقیقی آرزوئیں ہوتی ہیں اور وہ حقیقی کمیونٹیوں کے درمیان زندگی بسر کرتے ہیں۔ بہت کم فیصلہ ساز ان سے یہ پوچھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ وہ ان کی رہائشی ضروریات کے حل تلاش کرنے کیلئے سرمایہ لگانے پر بھی تیار نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنے میں بہت محنت اور وقت درکار ہوتا ہے۔

ترقیاتی منصوبے، جو فیصلہ کرتے ہیں کہ کسی شہر میں کب، کہاں اور کیا ہونے جارہا ہے، انہیں اکثر محض تکنیکی دستاویزات کے طور پر لیا جاتا ہے جنہیں صرف تکنیکی لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں اور جن کی تیاری مکمل طور پر تکنیکی معاملہ ہے جس میں سڑکوں کا انتظام، زون قائم کرنا، نکاسی آب اور رسائی کی سہولتیں بے انتہا فنی مہارت کے ساتھ فراہم کی جاتی ہیں۔

بہت سے ایسے ثانوی حل موجود ہیں جو جبری انخلا کا متبادل ہوسکتے ہیں۔ یہ وہ متبادل ہیں جو شہر اور غریب دونوں کیلئے کارآمد ثابت ہوسکتے ہیں۔ دنیا بھر کے مختلف شہروں میں اس وقت ان حل پر کام کیا جارہا ہے، انہیں بہتر کیا جارہا ہے، انہیں نئی حکمت عمیلوں میں شامل کیا جارہا ہے اور ان کی وسعت میں اضافہ کیا جارہا ہے۔ بے دخلیوں کے یہ متبادل حل ان حکمت عملیوں کی تلاش کے عمل میں موجود ہیں جو لوگوں کو اس منصوبہ بندی کا حصہ بننے کی اجازت دیتے ہیں جس کے اثرات براہ راست ان کی زندگیوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں لوگوں کے اسی جگہ موجود رہنے جہاں وہ اس وقت آباد ہیں کے حق کو جائز قرار دیا جانا بھی شامل ہے یا ایسی جگہوں پر ان کی دوبارہ آبادکاری بھی شامل ہے جہاں وہ اپنی زندگیوں کو ترقی دینے کا عمل جاری رکھ سکیں یا اس کے علاوہ بھی کئی اور حل موجود ہوسکتے ہیں۔ ان میں سے چند متبادل حل آئندہ صفحات میں زیر بحث آئیں گے۔

اس وقت ہونے والی تمام بے دخلیوں سے گریز کیا جاسکتا ہے۔ بے دخلی کی وجہ سے رونما ہونے والا کوئی بھی سانحہ یا غلط منصوبہ بندی کے فیصلے جو انسانی برابری کی نفی کرتے ہوں یا ان کے پیچھے گمراہ کن ترقیاتی احکامات ہرگز لازمی اور ناگزیر نہیں ہیں۔

بے دخلی کا متبادل 1:

محفوظ ملکیت اور موقع پر اپ گریڈنگ

بے دخلی کا سب سے بہترین متبادل وہ ہے جو کمیونٹی کو اسی جگہ پر آباد رہنے دے اور لوگوں کو اسی زمین کی محفوظ ملکیت کے حقوق فراہم کرے۔

شہروں کیلئے بہترین راستہ یہ ہے کہ وہ اپنے غریب شہریوں کو بہتر رہائش اور طرز زندگی تک رسائی دینے کیلئے انہیں غیر رسمی آبادیوں میں محفوظ ملکیت کی ضمانت دے جہاں وہ پہلے سے زندگی بسر کر رہے ہیں، اور اس کے بعد ان کے ساتھ اشتراک عمل کرتے ہوئے ان کی آبادیوں کو اپ گریڈ کرے۔ گو کہ غریب کمیونٹیاں اس بات سے مدتوں سے آگاہ تھیں لیکن حکومتوں اور شہری فیصلہ سازوں کو موقع پر اپ گریڈنگ کرنے کے فوائد کے بارے میں جاننے میں بہت طویل عرصہ لگا۔ تاہم اب جبکہ ایشیا کے زیادہ سے زیادہ شہر اپنے تجربات سے سیکھ رہے ہیں، وہ لوگوں کو بے دخل کرنے کی بجائے لوگوں کی ان کی زمین کے حقوق کو محفوظ کرنے اور ان کے رہائشی حالات کو بہتر بنانے کیلئے کوششیں کر رہے ہیں۔ وہ جاننا شروع ہو چکے ہیں کہ یہ بات صرف غریب شہریوں کے نہیں بلکہ پوری شہری معیشت کے اپنے مفاد میں ہے۔

جب شہر اور غریب کمیونٹیاں موجودہ خستہ حال آبادیوں کو محفوظ اور اپ گریڈ کرنے کیلئے مل کر کام کرتے ہیں تو یہ شہر کی افرادی قوت کو سستی رہائش کی فراہمی کیلئے انسانیت کے زیادہ قریب، ارزاں اور دانشمندانہ راستہ ہوتا ہے۔ یہ شہروں میں مکانات کی کمی کا مسئلہ حل کرنے کا بھی موثر طریقہ ہے جو صرف غریبوں کا نہیں بلکہ مجموعی طور پر پورے شہر کا مسئلہ ہے۔ اپ گریڈنگ کا عمل غریب کمیونٹیوں اور شہری حکومت کے درمیان معاندانہ رشتے کو باہمی اعتماد کا حامل اور تعاون پر مبنی مفید رشتے میں تبدیل کرنے کیلئے بھی ایک طاقتور وسیلہ ہے۔

ایشیائی شہروں میں اب بہت بڑے پیمانے پر کچی آبادیوں کو اپ گریڈ کرنے کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جو غریب شہریوں کیلئے معیاری رہائش اور زندہ رہنے کیلئے بہتر ماحول پیدا کرنے کے سلسلے میں محفوظ ملکیت میں چھپی زبردست قوت کا اظہار کر رہی ہیں (ملاحظہ کیجئے کم آمدنی کی رہائش کے بارے میں رہنما کتابچہ 2)

ہاؤسنگ کے ماہرین اندازہ لگاتے ہیں کہ زیادہ تر ایشیائی شہروں میں ایسی غیر رسمی آبادیوں کی تعداد 20 فیصد سے زیادہ نہیں ہے

جو ایسی زمین پر بنی ہوں جن کی ہنگامی نوعیت کی عوامی ترقی کے مقاصد مثلاً نئی سڑکوں کی تعمیر، نکاسی آب کی لائنیں بچھانے، سیلاب کو کنٹرول کرنے کیلئے منصوبوں یا سرکاری عمارات کی تعمیر کیلئے حقیقی طور پر درکار ہو۔

غیر رسمی آبادیاں ان لوگوں کیلئے جن کا خون پسینہ شہر کی ترقی کے ماتھے پر جھومر بن کر چمک رہا ہے، سستی رہائش کے اشد ضروری ذخائر فراہم کر رہی ہیں۔ ان لوگوں کو وہیں رہنے دینے کا موقع فراہم کرنا دراصل سرکاری زمین کا مناسب اور موزوں استعمال بھی ہے۔ جب لوگوں کو محفوظ ملکیت اور تھوڑی سی مدد فراہم کی جاتی ہے وہ اپنی بستیوں کو خوبصورت اور شہر کے قابل فخر علاقوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

لوگ چاہیں تو کیا نہیں کر سکتے؟:

اس وقت جب ایشیا کی زیادہ تر حکومتیں اندرون شہر میں موجود کچی آبادیوں کو خالی کرا رہی تھیں۔ کیمپونگ امپروومنٹ پروگرام (KIP) بہت بڑے پیمانے پر وہ پہلا پروگرام تھا جس نے ثابت کر دکھایا کہ غریبوں کی آبادیوں کو اپ گریڈ کرنا شہر اور اس کے غریب شہریوں کے بہترین مفاد میں ہے۔ KIP نے ظاہر کیا کہ جب لوگوں کے پاس محفوظ ملکیت کا حق محفوظ ہو اور انہیں بنیادی خدمات تک رسائی ہو تو وہ اپنی کچی آبادیوں کو بہت کم وقت میں صاف ستھری، صحت افزا اور پرکشش کمیونٹیوں میں بدل سکتے ہیں)۔

سورابایا، انڈونیشیا میں کمیونٹی اپ گریڈنگ

بانیو یرپ (Banyo Urip) کمیونٹی انڈونیشیا کے شہر سورابایا کے عین قلب میں واقع ہے جس پر کبھی ایک بڑا چینی قبرستان موجود ہوا کرتا تھا۔ 1950 میں جب غریب تارکینوں اور مہاجروں کے قافلے سورابایا میں اترنا شروع ہوئے تو وہاں ان کیلئے کافی رہائشی سہولیات دستیاب نہیں تھیں۔ بانیو یرپ میں اس وقت قبرستان کے گورکنوں کیلئے ہی مشکل سے چند مکانات موجود تھے۔ باہر سے آنے والوں نے ابتدائی عرصے میں قبرستان میں قبروں کی ڈھیریوں کے درمیان موجود جگہ کو اپنے گھروں کی تعمیر کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ 1960 تک وہ قبرستان تین ہزار سے زیادہ مکانوں پر مشتمل ایک بڑی آبادی میں تبدیل ہو چکا تھا جس میں 40 ہزار سے زیادہ نفوس زندگی بسر کر رہے تھے۔

سورابایا کی بلدیہ نے گھرانوں کو بے دخل کرنے کیلئے ان پر دباؤ ڈالنے کی بجائے ایک دلیرانہ فیصلہ کیا اور وہاں سے مردہ انسانوں کو بے دخل کر دیا اور زندہ انسانوں پر مشتمل اس کمیونٹی کی کوششوں اور سرمائے کے تحفظ کا فیصلہ کیا جو وہ لوگ اس مشکل اور پر ہجوم شہر میں اپنے مکانوں کی تعمیر پر خرچ کر چکے تھے۔ 1967 میں شہر کی بلدیہ نے سرکاری طور پر قبرستان کے خاتمے کا اعلان کر دیا اور وہاں دفن لوگوں کے رشتہ داروں سے کہا کہ وہ اپنے عزیزوں کی قبروں کو کہیں اور منتقل کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی بلدیہ نے وہاں تھوڑی بہت بہتری کی اور اس آبادی کے مکینوں کو گرین سگنل دے دیا کہ وہ وہیں رہیں اور اپنے مکانات کو باقاعدہ طور پر تعمیر کریں۔

1979 میں بانیو یرپ کو کیمپونگ امپروومنٹ پروگرام (KIP) میں باقاعدہ طور پر شامل کر لیا گیا اور اگلے چند سالوں کے دوران اسے اپ گریڈ کر لیا گیا جس میں پختہ گلیاں، نکاسی آب، طوفان کے نتیجے میں اندر آ جانے والے پانی کی نکاسی کا انتظام، شجرکاری اور کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کا نظام قائم کیے گئے۔ ایک اہم بات یہ کہ بلدیہ نے اس بستی کے اصل سانچے میں بہت کم تبدیلیاں کیں۔ بانیو یرپ کے تمام رہائشیوں کے پاس اس وقت مکمل مالکانہ حقوق کے کاغذات اور پانی اور بجلی کے براہ راست کنکشن موجود ہیں۔

کیمپونگ امپروومنٹ پروگرام کی جانب سے بانیو یرپ کو سرکاری حیثیت ملنے کے بعد وہاں مختلف قسم کے سماجی انفراسٹرکچر کی تعمیر کے سلسلے میں بھی حوصلہ افزائی ہوئی جس میں مسجد، میٹنگ ہال اور سکولز شامل ہیں۔ محفوظ ملکیت کی وجہ سے بانیو یرپ کے رہائشیوں کی جو حوصلہ افزائی ہوئی اس کے نتیجے میں وہاں گھریلو صنعت کو بھی بہت فروغ ملا۔ اس کے علاوہ کرائے کے کمروں اور مکانوں کا کاروبار بھی خوب چمک اٹھا۔

سری لنکا میں کمیونٹی کی اپ گریڈنگ

سری لنکا کا ملین ہاؤسز پروگرام ایک اور روشن مثال ہے کہ موجودہ کچی آبادیوں کو صرف محفوظ ملکیت کا حق دینے کے نتیجے میں کوئی حکومت نسبتاً کم بجٹ اور کم محنت کے ساتھ ان کچی آبادیوں کی جانب سے تعمیر شدہ مکانوں کی بہت بڑی تعداد کو اپ گریڈ کر سکتی ہے۔

ملین ہاؤس پروگرام کے شہری ہاؤسنگ سب پروگرام کو 1985 میں ملک کے 51 شہروں اور قصبوں میں شروع کیا گیا جس کیلئے تکنیکی امداد نیشنل ہاؤسنگ ڈویلپمنٹ اتھارٹی (NHDA) نے فراہم کی۔ پروگرام کے تحت ہر کمیونٹی کمیونٹی ڈویلپمنٹ کونسل (CDC) تشکیل دیتی جو موجودہ بستی کا سروے کرتی اور نقشہ بناتی اور NHDA کے تکنیکی سٹاف کے ساتھ مل کر مکانات کے پلاٹوں، گلیوں، کھلی جگہ اور انفراسٹرکچر روابط کیلئے ایک نئے سانچے کا پلان تیار کرتی۔

ان میں سے بہت سی آبادیاں کئی دہائیوں سے قائم تھیں اور ان میں مختلف پلاٹوں اور مکانوں کے درمیان بہت زیادہ فرق تھا۔ عام طور پر بعد میں آنے والوں کی نسبت پہلے آبادکاروں کے قبضے میں زیادہ بڑے پلاٹ اور مکان تھے۔ گفت وشنید کے ذریعے ان سانچے کی ایڈجسٹمنٹ، نئے انفراسٹرکچر کیلئے جگہ کی فراہمی اور یہ یقینی بنانا کہ ہر ایک کے حصے میں کم از کم ضرورت کے مطابق پلاٹ آئے، ایک طویل اور پیچیدہ کام تھا لیکن کمیونٹی کے بہتر مستقبل کی تعمیر کیلئے کمیونٹی میں جذبہ اور سپرٹ قائم کرنے اور ایک مشترکہ تصور پیدا کرنے کے سلسلے میں نہایت اہمیت کا حامل تھا۔ زمین کا محفوظ حق ملکیت ملنے کی کشش ان مکینوں کو رام کرنے کیلئے کافی تھی جنہیں نوترقیاتی عمل کے دوران اپنے پلاٹوں کے سائز کی قربانی دینا پڑی تھی۔

اس پروگرام کے تحت کمیونٹیاں اپنے منصوبہ شدہ انفراسٹرکچر کے منصوبوں اور اس تازہ بہ تازہ اپ گریڈ ہونے والی آبادی میں اپنی مدد آپ کے تحت اپنے مکانات کی تعمیر کے سلسلے میں حکومت کی چھوٹی سی مالی معاونت کیلئے درخواست دے سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ انفرادی گھرانے بھی اپنے کم لاگت کے مکانات کی تعمیر کے سلسلے میں قرضے کیلئے درخواست دے سکتے تھے۔

پروگرام کامیابی سے ہمکنار ہوا کیونکہ حکومت نے مکانات کی تعمیر اور انہیں ڈیزائن کرنے کے عمل میں خود کو علیحدہ کر لیا اور اس کی بجائے اس عمل کی حوصلہ افزائی کی جس کے تحت لوگوں نے خود اپنے مکانات تعمیر کیے اور اپنی کمیونٹی کو اپ گریڈ کیا۔ منصوبے کے مطابق انہوں نے اپنی بستی کی تعمیر وترقی خود کی۔

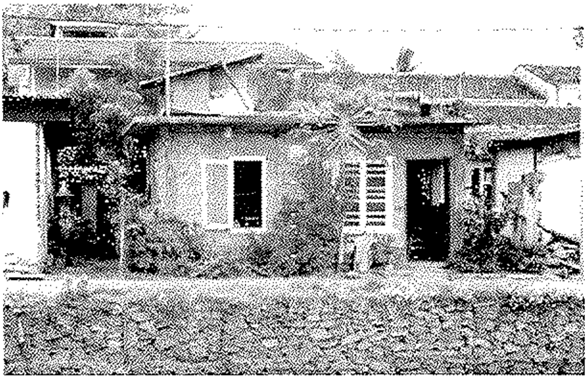

لوگ کام کرتے ہیں، حکومت انہیں محفوظ ملکیت، آسان قرضوں اور انفراسٹرکچر میں امداد دے کر سپورٹ کرتی ہے: 1984 اور 1989 کے دوران صرف کولمبو میں 38,000 خاندانوں نے ملین ہاؤسز پروگرام کے تحت اپنی رہائش، طرز زندگی اور محفوظ حق ملکیت میں ڈرامائی بہتری آئی ہے۔ اس کے نتیجے میں ان کی صحت اور معاشی فلاح و بہبود پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے

عوام دوست پالیسی سب سے مقدم
کراچی، پاکستان میں کچی آبادیوں کو جائز بنانے کا عمل

پاکستان میں 1975 سے کچی آبادیوں کو ریگولر کرنے اور اپ گریڈ کرنے کا عمل وفاقی حکومت کی پالیسی رہی ہے۔اس پر پالیسی پرعمل درآمد کے سلسلے میں ہرصوبے کا اپنا طریقہ کار ہے۔تاہم شروع میں سرخ فیتہ اور کرپشن نے ملک کے کئی صوبوں میں اس پالیسی پر عملدرآمد کی رفتار کو سست کر دیا۔

سندھ حکومت کے کچی آبادی کی بہتری اور باقاعدہ شکل دینے (Regularize) کے پروگرام کے تحت جو ملک میں اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام تھا، جب کسی غیررسمی آبادی کو ایک مرتبہ سرکاری طور پرتسلیم کرلیا جاتا تو وہ باقاعدہ شکل دینے کے اہل ہوجاتی۔کراچی شہر جہاں بہت بڑی مقدار میں سرکاری زمین موجود ہے میں پاکستان کی سب سے زیادہ کچی آبادیاں قائم ہیں۔ان میں سے کچھ تو خود اپنے طور پرشہر ہیں جن کی آبادی دس لاکھ تک ہے۔

مسلسل خوف وہراس اوراکثراوقات بے دخلی کے خطرے کی بجائے کچی آبادیوں کوریگولرکرنے کے عمل نے ان بہت بڑی بڑی کچی آبادیوں کے رہائشیوں کواجازت دی کہ وہ محفوظ حق ملکیت حاصل کرلیں۔اس کے علاوہ اس نے ان آبادیوں کی کمیونٹیوں کوکراچی کی ترقیاتی منصوبہ بندی میں شامل کیا اورانہیں کراچی سٹی گورنمنٹ کی جانب سے مختلف قسم کے انفراسٹرکچرکی سہولت حاصل کرنے کا حق دار بنایا۔

باقاعدہ شکل دینے کے پروگرام کے تحت شہر کے غریب لوگوں کو

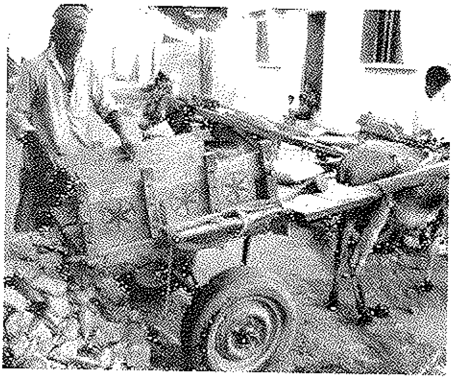

ملنے والے محفوظ حق ملکیت نے کراچی کی بہت سی غریب آبادیوں میں رہائش اورانفراسٹرکچرکواپ گریڈ کرنے کے اقدامات شروع کیے گئے۔کمیونٹی کے اپ گریڈنگ پروگراموں میں سب سے بڑے پھیلاؤ کا پروگرام شہر کی سب سے بڑی کچی آبادی اورنگی میں اورنگی پائلٹ پراجیکٹ کے تحت شروع کیا گیا(تفصیلات اگلے صفحے پر) جس نے ایک بدحال کچی آبادی کوایک ترقی کی منازل طے کرتی، خوشحال اورمکمل طور پرشہری سہولیات سے آراستہ ٹاؤن شپ میں تبدیل کردیا۔

پاکستان میں کچی آبادیوں کر باقاعدہ شکل دینے کرنے کا یہ پروگرام جاری ہے اس وقت کراچی کی کچی آبادیوں میں تقریباً 55 لاکھ لوگ رہائش پذیر ہیں۔2005 تک ان میں سے تقریباً 85 فیصد کچی آبادیوں کو باقاعدہ شکل دی جاچکی تھی اوران میں بہتری لائی جاچکی تھی۔جس کے تحت ان آبادیوں کے غریب شہریوں اور کراچی کی تقریباً نصف آبادی کوصاف ستھری، باوقار، سستی اور محفوظ رہائش فراہم کی جاچکی ہے۔

عوام دوست پالیسی سب سے مقدم

کراچی، پاکستان میں نکاسی آب کی سہولیات، کمیونٹی کا کارنامہ

اورنگی پائلٹ پراجیکٹ1980 سے کراچی کی سب سے بڑی کچی آبادی اورنگی کے مسائل کا جائزہ لے رہی تھی اوران مسائل کے حل کیلئے ایسے جاندار حل تلاش کرنے کی کوشش میں تھی جوتھوڑی بہت ترمیم اوراضافے کے ساتھ دوسری آبادیوں میں بھی لاگو کیے جاسکیں اور بعد میں انہیں ریاست کی پالیسی کا حصہ بنایا جاسکے۔اورنگی پائلٹ پراجیکٹ(OPP) نے ڈویلپمنٹ کیلئے فنڈ فراہم نہیں کرتا، بلکہ سماجی اورتکنیکی رہنمائی کے ذریعے مقامی وسائل کواستعمال میں لانے اورکواپریٹو اقدامات کواپنانے کےعمل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ان اصولوں پرکاربندرہتے ہوئے اوپی پی نے نکاسی آب،صحت،روزگار اورتعلیم کےحوالے سے بہت سے پروگرام شروع کیے۔

تکنیکی تحقیق: انجینئرنگ کے معیارات میں تبدیلی لاکراورکام کے طریقہ کار کی کمیونٹی کی زیرنگرانی تعمیرات اور مالیات کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے ذریعے پراجیکٹ نے ان خدمات کی لاگت ایک ڈالرفی خاندان تک کم کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔اس کام کی بنیاد پراوپی پی نے ذمہ داری کی ایک واضح تقسیم کے ساتھ ایک سینی ٹیشن کا ماڈل تیارکیا ہے۔

- بیرونی نفراسٹرکچر: (ٹرنک نکاسی آب،صفائی کا پلانٹ اور پانی کے ذرائع کی فراہمی) یہ کام حکومت نے سرانجام دیئے۔

- اندرونی انفراسٹرکچر: ٹوائلٹ، زیرزمین نکاسی آب، اورلین میں پانی کی فراہمی ، اس کے علاوہNeighbourhood (Collector Sewrs)ان کی تعمیرات اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کمیونٹیوں نے برداشت کیے۔

اوپی پی کا سینی ٹیشن ماڈل اب کراچی کی 50 دیگر آبادیوں اور پاکستان کے 11 دوسرے شہروں کے علاوہ دیہی علاقوں میں استعمال کیاجارہا ہے۔کمیونٹی کی اپ گریڈنگ کے منصوبوں میں اوپی پی کے اصول دنیا کے دیگرکئی ممالک میں بھی لاگو کیے جارہے ہیں۔

اوپی پی کے کم لاگت سینی ٹیشن پروگرام نے اورنگی کے 100,244 گھرانوں کے علاوہ کراچی کی دیگر آبادیوں کے علاوہ ملک کے دیگر شہروں کے57,616 گھرانوں کوٹوائلٹ بنانے اورزیرزمین نکاسی آب اورفراہمی آب کے نظام قائم کرنے میں مدد دی ہے۔لوگوں نے اس کام کیلئے خوداپنے سرمائے سے اب تک3.63 ملین ڈالرسے زیادہ رقم کی سرمایہ کاری کی ہے۔

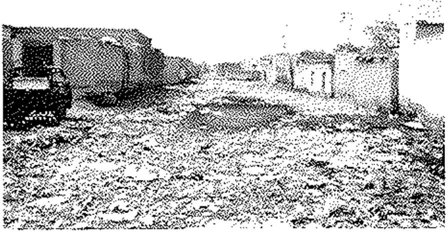

پہلے: کراچی کی ایک کچی آبادی منظورکالونی میں گندگی سے اٹی ہوئی ایک گلی۔یہ منظرلوگوں کی جانب سے اوپی پی کی مدد سے اپنی آبادی کواپ گریڈ کرنے کیلئے سینی ٹیشن بچھانے کا کام کرنے سے پہلے کا ہے۔

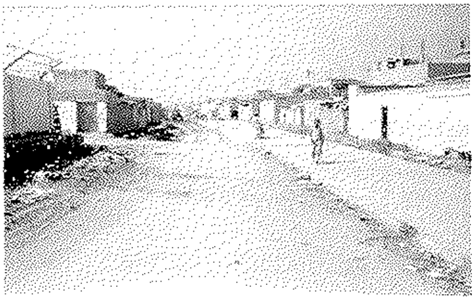

بعد میں: وہی گلی، زیرزمین نکاسی آب بچھنے کے بعد۔اب وہاں گلیاں پختہ ہیں اورتمام گھروں میں لیٹرینیں بنائی جاچکی ہیں۔

بے دخلی کے متبادل حل2:
زمین کی شیئرنگ

زمین کی شیئرنگ ایک سمجھوتے پر مبنی حکمت عملی ہے جس کا مقصد غریب کمیونٹیوں (جو اس زمین کی ضرورت مند ہیں جس پر وہ سکونت پذیر ہیں) اور نجی یا سرکاری زمین کے مالکان کے درمیان (جو ڈویلپ کرنے کیلئے اپنی زمین کی واپسی چاہتے ہیں) کے درمیان تنازعے کو حل کرنا ہے۔

گفت وشنید اور منصوبہ بندی کے ادوار کے بعد زمین کو شیئر کرنے کیلئے ایک سمجھوتہ طے پاتا ہے جس میں آبادی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ کمیونٹی کو اس کا ایک حصہ دے دیا جاتا ہے، فروخت کیا جاتا ہے یا لیز پر دیا جاتا ہے (عام طور پر کاروباری حوالے سے کم کشش کا حامل) تاکہ وہ اس پرانے گھر تعمیر کرسکیں جبکہ دوسرا حصہ زمین کے مالکان کوڈویلپ کرنے کیلئے واپس کردیا جاتا ہے۔ زمین کی اس تقسیم کے حوالے سے کوئی خاص قاعدہ قانون موجود نہیں ہے۔ لوگوں کے حصے میں کتنی زمین آئے گی اور مالکان کو زمین کا کس قدر حصہ واپس کیا جائے گا، اس کا فیصلہ گفت وشنید کے دوران کیا جاتا ہے اور آخرکار سمجھوتہ طے پاجاتا ہے اور اس میں تمام فریقین جیت جاتے ہیں۔

زمین کی شیئرنگ ایک طویل اور پیچیدہ معاملہ ہے اور ہر قسم کی بے دخلی اور زمین کے حوالے سے تنازعہ کی صورتحال میں کارآمد ثابت نہیں ہوتا۔ زمین کی شیئرنگ کے پیچھے ایک طاقتور اور منظم کمیونٹی کا ہونا ضروری ہے۔ ایک کامیاب لینڈ شیئرنگ سکیم کے پیچھے کمیونٹی کی ایک مضبوط تنظیم، مذاکرات منعقد کرانے والی ایک ہنرمند ٹیم اور لین دین کیلئے متبادل لینڈ شیئرنگ منصوبوں کو ڈرافٹ کرنے والے اچھے تکنیکی مددگار ہونے ضروری ہیں۔ زمین کی شیئرنگ کوئی بے لچک اور جامد پالیسی یا رہنما اصولوں پر مشتمل نہیں ہوتی بلکہ زمین کے سنجیدہ تنازعات کو حل کرنے کیلئے ایک لچکدار حکمت عملی ہے۔ لینڈ شیئرنگ کے عمل کی جان وہ اہلیت ہے جس سے متنازعہ ضروریات اور متنازعات مطالبات کو ایک سمجھوتے کا حصہ بنایا جاتا ہے جسے ٹھوس شکل میں سامنے آنا ہوتا ہے اور جس کا تمام فریقین کیلئے قابل قبول ہونا اور ہر ایک کیلئے فتح مند ہونا ضروری ہوتا ہے۔

زمین کی شیئرنگ میں ہار کسی کے حصے میں نہیں آتی

زمین کی شیئرنگ قدرے زیادہ منصفانہ انداز میں شہری جائیداد کی کریم کو تقسیم کرنے کا طریقہ ہے۔ غریبوں کے حصے میں کم از کم، باوقار رہائش آتی ہے جبکہ ان کے ملکیت کے حقوق بھی محفوظ ہوجاتے ہیں۔ اور نجی شعبہ جو ڈویلپمنٹ اور غریبوں کی سستی لیبر سے فائدہ اٹھاتا ہے اس کیلئے انہیں ادائیگی کرتا ہے:

☆ **زمین کے مالکان** فوری تعمیرات کیلئے اپنی زمین کو کلیئر کردیتے ہیں اور بے دخلی کے حوالے سے ہونے والی طویل مقدمے بازی کی کوفت، قیمت اور وقت کے زیاں سے بچ جاتے ہیں۔

☆ **کچی آبادیوں میں رہنے والے:** وہیں رہتے ہیں جہاں وہ رہتے اور روزگار کماتے چلے آرہے ہیں۔ اس طرح وہ محفوظ مالکانہ حقوق حاصل کرلیتے ہیں اور اپنی کمیونٹی کو بھی اکٹھا رکھنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔

☆ **حکومتیں:** اپنے مالی وسائل مختص کیے بغیر شدت سے درکار زمین حاصل کرلیتی ہیں اور شہر کی غریب کمیونٹیوں کو رہائش فراہم کرنے کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہوجاتی ہیں۔

زمین کی شیئرنگ ایک سمجھوتہ ہے:

غریب گھرانوں کے حصے میں زمین کا کم حصہ آئے گا اور زمین کے مالک کو اس کی کل زمین میں سے کچھ کم حصہ ملے گا۔ یہ ایک چیز کے بدلے چیز کا معاملہ ہے: غریب اپنی زمین کے قانونی قابضین ہوں گے اور زمین کا مالک اپنی خواہشات کے مطابق اسے ڈویلپ کرنے کیلئے اس کے ایک بڑے حصے کو دوبارہ حاصل کر سکے گا۔

حریف دوست بن گئے:

زمین کے شیئرنگ کے عمل کے حوالے سے کلانگ لم نون میں جو غیر معمولی بات ہوئی وہ یہ ہے کہ کمیونٹی اور زمین مالکان کے درمیان زمین کے تنازعے کو حل کرنے کیلئے طویل اور تلخ جدوجہد کے بعد دونوں حریفوں کے درمیان دوستانہ تعلقات استوار ہو گئے۔ زمین مالکان اس پر بھی راضی ہو گئے کہ وہ ان کی آبادی کے درمیان راہداری بنانے کیلئے میٹریل بھی فراہم کریں گے۔

بنکاک، تھائی لینڈ میں زمین کی شیئرنگ

کلانگ لم نون کی چھوٹی سی، کینال سائیڈ کمیونٹی جب 1984 میں وہاں آئے تو بالکل خالی ہاتھ تھے۔ تاہم 1997 تک وہ علاقہ خوشحال لوگوں سے آباد ہو چکا تھا۔ زمین مالکان نے اس کمیونٹی کو وہاں سے بے دخل کرنے اور اس جگہ کو کاروباری مقاصد کیلئے ڈویلپ کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہاں کے چند رہائشیوں نے زرتلافی کی صورت میں نقد رقم لینے کا فیصلہ کیا اور وہاں سے کہیں اور چلے گئے۔ تاہم ان میں سے 49 ایسے گھرانے تھے جو وہیں قرب و جوار میں کام کرتے تھے اور ان کے پاس کہیں اور جا کر رہنے کی کوئی جگہ نہیں تھی لہٰذا انہوں نے اپنے گھر خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ 2000 میں ان کی بے دخلی کی کوششوں میں شدت آ گئی۔ کمیونٹی کے دو ارکان کو مالکان نے جیل بھجوا دیا جس پر دوسرے لوگوں نے ان کے عدالت میں کیس دائر کر دیا جو وہ ہار گئے۔ لڑائی اس کے بعد بھی جاری رہی۔ کمیونٹی کے لوگ اسی جگہ پر جمے رہے۔ کلانگ لم نون میں رہائش پذیر اس کمیونٹی کا بنکاک کی کینال سائیڈ کمیونٹیوں کے ایک بڑے روابط کے ساتھ رابطہ ہوا جس نے انہیں بتایا کہ کیسے منظم ہوا جائے، کیسے ضلع کے نہری حکام سے معاملات طے کیے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی نیٹ ورک نے انہیں سیونگز اینڈ کریڈٹ گروپ تشکیل دینے میں بھی مدد فراہم کی۔

دریں اثنا بے دخلی کی کوششیں جاری رہیں۔آخر کار کینال سائیڈ کمیونٹیوں کے روابط کے چند سینئر کمیونٹی لیڈروں نے سمجھوتے کی درمیانی راہ پر کام شروع کر دیا جس پر مالکان باقی زمین کی واپسی کی شرط پر کمیونٹی کے غریب گھرانوں کو اپنے گھروں کی تعمیر کیلئے زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لیز پر دینے پر رضامند ہو گئے۔

ڈسٹرکٹ آفس کی ثالثی میں ہونے والے ان مذاکرات کے دوران کمیونٹی کے لوگوں نے گفت وشنید کے دوران مالکان کو اپنے مکانات تعمیر کرنے کیلئے اپنے زیر استعمال زمین کی قیمت مارکیٹ سے بھی کم قیمت یعنی 750 روپے بھات (20 امریکی ڈالر) فی میٹر پر سودا طے کرنے پر آمادہ کرلیا۔زمین کی رجسٹری ہونے کے بعد ایک کوآپریٹو کی حیثیت سے منظم ہو کر کمیونٹی نے کمیونٹی آرگنائزیشن ڈویلپمنٹ انسٹی ٹیوٹ (CODI) سے زمین کے واجبات چکانے کیلئے ایک فیصد پر قرض لیا کوآپریٹو نے انفرادی گھرانوں کو یہ قرض تین فیصد سود پر دیا جس میں سے دو فیصد کے مارجن کو رابطوں، سماجی سرگرمیوں، مہمانوں کی خاطر تواضع اور مذہبی تقریبات کے انعقاد کیلئے اپنے پاس رکھ لیا۔

کلانگ لم نون کے لوگوں نے CODI کے نوجوان آرکیٹیکٹس کے ساتھ 49 گھروں کا ایک مفید سانچہ تیار کرنے اور اس نئے علاقے میں مکانات کی تعمیر کیلئے چار سستے گھروں کے ماڈل تیار کرنے کے کام میں برابر کا حصہ لیا۔پہلے تین ماڈلوں میں کمروں کو ڈیزائن کیا گیا تھا جن کے متعلق طے ہوا کہ گھرانے انہیں زمین کی پوری رقم اور مکان کے قرض کی ادائیگی کے بعد دستیاب نقد رقم اور بچ جانے والے عمارتی میٹریل سے بنائیں گے۔ان لوگوں نے اپنی نئی آبادی کیلئے اس خوبصورت ماڈلز اور ڈرائنگز پر مشتمل سانچے میں چار پلاٹ کمیونٹی سنٹر، ڈے کیئر سنٹر، کمیونٹی کچن اور کوآپریٹو کے دفتر کی تعمیر کیلئے الگ کر لیے۔

دوبارہ آبادکاری سستا سودا نہیں:

جب آپ نئی زمین، نئی رہائش، زمین کی نئی ڈویلپمنٹ، نئے انفراسٹرکچر اور دوبارہ آبادکاری کے اچھے پراجیکٹ کیلئے نئی سماجی خدمات پر اٹھنے والے اخراجات کا حساب کتاب لگائیں تو کل اخراجات موقع پر ہی غریبوں کی آبادیوں کو اپ گریڈ کرنے پر اٹھنے والے اخراجات سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس طرح غریبوں کے روزگار کے چھن جانے، سفر کے اخراجات بڑھ جانے اور دیگر مسائل کے پیدا ہوجانے کی قیمت اس سے الگ ہے۔

بے دخلی کا متبادل حل 3:
دوبارہ آبادکاری

اگرچہ اسی جگہ پر اپ گریڈنگ غریب کمیونٹیوں کیلئے بہترین حل ہوتا ہے۔ تاہم ایسی بھی مثالیں ہیں جن کے مطابق اس زمین پر رکے رہنا اکثر تقریباً ناممکن ہوجاتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب لوکیشن اپ گریڈنگ کیلئے خطرناک ہو (دریا کے کناروں، شاہراہوں کے ساتھ، ریلوے ٹریک کے ساتھ یا لینڈ سلائیڈنگ کے خطرے سے دوچار ڈھلوانی زمین پر) یا یہ زمین بلدیہ کے انفراسٹرکچر منصوبوں کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہو جنہیں نہ تبدیل کیا جاسکتا ہو نہ ہی کہیں اور منتقل کیا جاسکتا ہو۔

ان صورتوں میں کسی اور جگہ پر دوبارہ آبادکاری تقریباً ناگزیر ہوتی ہے۔ تاہم کوئی بھی صورت ہو دوبارہ آبادکاری غریب کمیونٹیوں کیلئے کبھی بھی آسان عمل ثابت نہیں ہوتا۔ اس میں بہت سی مشکلات، بہت زیادہ اخراجات اٹھنے کے علاوہ ذرائع معاش میں خلل واقع ہوتا ہے اور اس کمیونٹی کے ساتھ جو سماجی معاونت کے نظام منسلک ہوتا ہے بکھر جاتا ہے۔

زیادہ تر ایشیائی ملکوں میں سفاکانہ انخلا کی سیاہ تاریخ موجود ہے جن میں غریب لوگوں کو ان کی آبادیوں سے جبری بے دخلی پر مجبور کیا گیا اور شہر سے باہر ایسی زمینوں پر دوبارہ بسایا گیا جہاں انہیں کوئی بھی سہولت میسر نہ تھی۔ اس کے علاوہ اس جبری عمل کے دوران انہیں کوئی زرتلافی دیا گیا نہ اپنے گھروں کی تعمیر اور اپنی زندگیوں کو نئے سرے سے استوار کرنے کے سلسلے میں ان کی کوئی مدد کی گئی۔ اس قسم کی دوبارہ آبادکاری صرف غربت کی دلدل کو گہرا کرتی ہے اور شہر کے رہائشی مسائل کو بد سے بدتر بناتی ہے۔

کیا آپ کے شہر کی دوبارہ آبادکاری کی پالیسی صحت مندانہ خطوط پر استوار ہے؟

کسی شہر کی دوبارہ آبادکاری کی پالیسی صحت مندانہ ہے یا نہیں اس کا جائزہ لینے کیلئے ایک اصول مقرر ہے اگر آپ ان تمام لوگوں کا شمار نہیں کریں جو علاقے میں زیادہ سرمایہ آنے کی وجہ سے، یا زمین کی کاروباریت کی وجہ سے گھر سے بے گھر ہورہے ہیں۔ صرف ان لوگوں کو شمار کریں جو خطرناک جگہوں پر زندگی گذار رہے ہیں یا ان لوگوں کو جو واضح طور پر تمام شہر کیلئے نہایت ضروری کسی انفراسٹرکچر کے بڑے منصوبے کی راہ میں حائل ہورہے ہیں۔ حتیٰ کہ بہت زیادہ گنجان آباد شہروں میں جہاں غیر رسمی آبادیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے (مثلاً ممبئی یا منیلا جہاں ان شہروں کی بالترتیب 50 فیصد اور 60 فیصد آبادی کچی بستیوں میں رہتی ہے) اس کے باوجود یہ کل شہری آبادی کے 10 یا 20 فیصد سے زیادہ تعداد نہیں ہے۔ اگر صرف انہی لوگوں کی دوبارہ آبادکاری کی جارہی ہے تو اس شہر کی بے دخلی اور دوبارہ آبادکاری کی پالیسی اچھی اور صحت مندانہ ہے اور کارآمد ثابت ہورہی ہے۔

جب دوبارہ آباد کاری غیر ضروری ہو

لوگوں کی غیر رسمی آبادیوں سے جبری بے دخلیوں کی سب سے بڑی وجہ جو دیکھنے میں آرہی ہے وہ ہے، بہت بڑے بڑے شہری انفراسٹرکچر کے منصوبوں کی تعمیر کیلئے زمین راستہ ہموار کرنا۔ ان میں سے بہت بڑی تعداد ایسے منصوبوں کی ہے جو شہر کے معمول کے شہری منصوبوں کے حصہ دار نہیں ہوتے لیکن انہیں بین الاقوامی ترقیاتی قرضوں یا مقامی سرمایہ کاروں اور بین الاقوامی سرمایہ کار کمپنیوں کے مشترکہ منصوبے کے تحت واحد پراجیکٹ کے طور پر ڈیزائن، مارکیٹ اور فنانس کیا جاتا ہے۔ ان منصوبوں کی زیادہ تر بہت جلدی میں بغیر کسی جانچ پڑتال کے منظوری دے دی جاتی ہے۔ زیادہ تر صورتوں میں یہ بالکل ضروری نہیں ہوتے، نہایت مہنگے ہوتے ہیں اور ان سے حاصل ہونے والا منافع شہری طبقے کی چند خاص جیبوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔ جب غریب شہریوں کو ان منصوبوں کی راہ ہموار کرنے کیلئے اپنی آبادیاں چھوڑنے کیلئے کہا جاتا ہے تو وہ اس پر اعتراض کرنے میں بالکل حق بجانب ہوتے ہیں۔

بنکاک تھائی لینڈ میں دوبارہ آباد کاری کا غیر ضروری عمل

بان خرا (Ban Khrua) 1,200 ٹیک ووڈ (Teakwood) گھروں پر مشتمل ایک دوسو سالہ پرانی کمیونٹی ہے۔ جو بنکاک کی ایک نہر کے کنارے آسمان سے باتیں کرتی عمارتوں کے سائے میں اور شور شرابے سے بھرپور ایکسپریس ویز کے بالکل ساتھ واقع ہے۔ اس چام مسلم (Cham Muslim) کمیونٹی کی روحانی زندگی اس جگہ کے ساتھ گہری وابستگی رکھتی ہے جو تھائی لینڈ کے بادشاہ نے ان کے بزرگوں کو عنایت کی تھی۔

1987 میں ایکسپریس ویز اور ریپڈ آمد و رفت اتھارٹی (ETA) نے بان خروا کے راستے ایک On-Ramp شاہراہ تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ ٹریفک کے رش کو کم کیا جا سکے۔ اس منصوبے کی تکمیل کیلئے حکام نے اس بستی کی نصف زمین کو ضبط کرنے کے علاوہ وہاں ایک مسجد اور قبرستان کو بھی بلڈوزروں سے مسمار کر دیا۔ اس کے بعد وہاں جو کچھ بچ گیا اسے دس لین چوڑی شاہراہ پر گزرتی پرشور اور آلودگی پھیلاتی ٹریفک نے دنیا کی نظروں سے اوجھل کر دینا تھا۔ جب لوگوں کو منصوبے کی تفصیلات کا پتا چلا تو شہر کی سڑکیں پر امن احتجاج سے بھر گئیں۔

اگلے 14 برس تک بان خروا نے اپنے گھروں کو بچانے کیلئے غیر ضروری بے دخلی کے خلاف جو جنگ لڑی وہ شہر کی تاریخ میں عزم و ہمت کی ایک تابندہ داستان کے طور پر ہمیشہ زندہ رہے گی۔ ایکسپریس ویز کے خلاف لوگوں کی انتہائی منظم مہم میں جلسے،

احتجاجی مارچ، دھرنے، ریلیاں، سمپوزیم، نمائشیں اور پردے کے پیچھے جاسوسی کا عمل شامل تھا۔ شروع سے ہی کمیونٹی نے ETA کے تمام اجلاسوں میں شرکت کی اور مکمل معلومات کے ہتھیار سے خود کو مسلح کیا۔ دو پبلک ہیرنگز میں کھل کر سامنے آ گیا کہ On-Ramp کی تعمیر قطعی طور پر غیر ضروری تھی اور اس سے کسی طور ٹریفک کے مسائل حل کرنے میں مدد نہیں مل سکتی تھی۔ لیکن اس علاقے کے طاقتور دکانداروں نے قریبی شاپنگ مال تک پارکنگ کی رسائی کو بہتر بنانے کیلئے منصوبے کو آگے بڑھانے کیلئے دباؤ جاری رکھا۔ بان خروا کی مستقل مزاجی سے کی جانے والی جدوجہد نے بنکاک شہر کے دل کے تاروں کو چھو لیا۔ بنکاک کے صحافیوں، ماہرین تعلیم، تاریخ دانوں، شہری گروپوں، انسانی حقوق کے کارکنوں اور حکومت کے ہاؤسنگ آفیشلز نے شروع میں ہی اپنا سارا وزن کمیونٹی کے پلڑے میں ڈال دیا۔ آخر کار مارچ 2001 میں ای ٹی اے نے اس منصوبے کی تعمیر کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

احمد آباد، بھارت میں دوبارہ آبادکاری کی شراکتی صورت

احمد آباد سبرامتی دریا کے کنارے آباد ہے جو ہر سال سیلاب لے کر آتا ہے۔ ہر سال دریا کے کنارے واقع غیر قانونی بستیوں کی وہاں سے منتقلی کا معاملہ اٹھتا جس پر ان بستیوں کے مکین زبردست مدافعت کرتے۔ لیکن جب 1973 میں سیلاب نے زبردست تباہی مچادی جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، بہت سے گھر تباہ ہوگئے اور تین ہزار کے قریب گھروں کے مویشی سیلابی ریلے میں بہہ گئے تو طویل عرصے سے مدافعت کرنے والے ان بستیوں کے مکینوں نے بھی احساس کرلیا کہ انہیں واقعی وہاں سے کہیں اور چلے جانا چاہیے۔

احمد آباد کی ایک مقامی غیر سرکاری تنظیم احمد آباد سٹڈی ایکشن گروپ (ASAG) کی مدد سے دوبارہ آبادکاری کا ایک عمل شروع کیا گیا جس میں ہر مرحلے پر دریا کنارے آباد بستیوں کے مکینوں کو شامل رکھا گیا۔ اس وقت کسی نے بھی شراکت داری کی پلاننگ کے بارے میں نہیں سن رکھا تھا لہٰذا ASAG، شہر کی انتظامیہ اور لوگوں نے مل کر اس کے اصول وضع کیے۔
اس منصوبے کا پہلا مرحلہ تھا کہ متاثرہ آبادیوں کا سروے کیا جائے تاکہ لوگوں کے سماجی اور معاشی معاملات کو سمجھا جاسکے۔ اس مقصد کے تحت 3,000 گھروں کو 20 گروپوں میں تقسیم کیا گیا جن میں کچھ مسلمان اور کچھ ہندو گھرانے تھے۔ ان کی اکثریت مزدوری کرتی تھی یا گھوم پھر کر چیزیں بیچتی تھی۔

ASAG کا خیال تھا کہ دوبارہ آبادکاری کے عمل کو کمیونٹیوں کی جامع ترقی کے عمل میں ایک سپرنگ بورڈ کی طرح استعمال کیا جائے جس میں گھروں، انفراسٹرکچر اور طرز زندگی میں بہتری کیلئے استعمال کیا جائے اور اس سارے عمل میں کمیونٹیوں کو پلاننگ اور عمل درآمد کے ہر ہر قدم پر شریک رکھا جائے۔

جن بہت سی مرکزی تنظیموں نے اس عمل میں حصہ لیا ان میں مندرجہ ذیل شامل تھیں:

- **گجرات کی ریاست:** اس نے سیلاب سے بحالی کی پالیسی کے طور پر شہر سے سات کلومیٹر دور واسانہ کے مقام پر 43 ایکڑ اراضی مختص کی اور ہر گھرانے کو 40 امریکی ڈالر کے مساوی امداد فراہم کی۔
- **میونسپل کارپوریشن:** احمد آباد کی میونسپل کارپوریشن نے اپنی حدود سے باہر ہونے کے باوجود وہاں پانی کے پائپ، نکاسی آب کی سہولیات، سٹریٹ لائٹس، سڑکیں، سکول اور کمیونٹی سنٹرز تعمیر کیے۔
- **OXFAM:** اوکس فیم نے ہر گھرانے کو 20 امریکی ڈالر کے مساوی رقم فراہم کی اور سماجی تنظیم کاری کیلئے اضافی سپورٹ فراہم کی۔
- **HUDCO:** ہاؤسنگ اینڈ اربن ڈویلپمنٹ کارپوریشن (HUDCO) نے ان خاندانوں کو 20 سالہ مدت کیلئے نہایت آسان شرائط پر مکانات کی تعمیر کیلئے قرضے مہیا کیے۔
- **ASAG:** تنظیم نے مکانات کے ڈیزائن اور بستیوں کے سانچے کیلئے شراکت داری کے عمل کے اصول وضع کیے اور اس سارے عمل کو منظم کیا۔

اس سارے عمل کے بعد واسنا کی کمیونٹی غیر قانونی بستیوں کی دوبارہ آبادکاری (Resettlement) کے پراجیکٹ کی کامیابی کی اولین مثال بن کر سامنے آئی۔ اس پراجیکٹ میں متاثرہ کمیونٹیوں کو اس عمل کے تمام مراحل میں مکمل طور پر شریک کار رکھا گیا جن میں مکانات کے ڈیزائن، بستی کے سانچے اور سب سے اہم یہ کہ معاشی طور پر بہتر اور قابل قبول ری لوکیشن سائٹ کا انتخاب شامل تھا۔

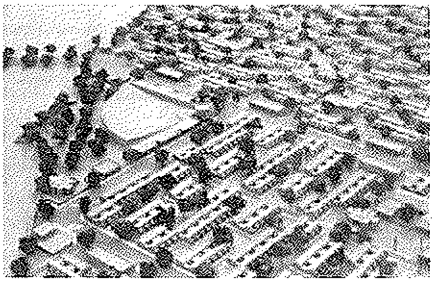

نوم پن کے غریبوں کیلئے عملی بڑی خوشخبری

کمبوڈیا کے شہر نوم پن میں اکفیوت مین چے (Akphivat Mean Cheay) ری سیٹلمنٹ پراجیکٹ اس بات کا پہلا مظاہرہ تھا کہ جب شہری ترقی اور سستی رہائش کیلئے متنازعہ ضروریات کا حل تلاش کرنے کیلئے شہر اور غریب لوگ مل کر کام کرتے ہیں تو متاثرین کو اس سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ پراجیکٹ کے ذریعے شہر کو نکاسی آب کی منصوبہ بندی کو آگے بڑھانے کا موقع دیا اور اس کے ساتھ ہی اس پراجیکٹ کے نتیجے میں بے گھر ہونے والے لوگوں کو محفوظ، صحت بخش اور بہترین جگہ پر کمیونٹی کو آباد کرنے کا موقع فراہم دیا۔

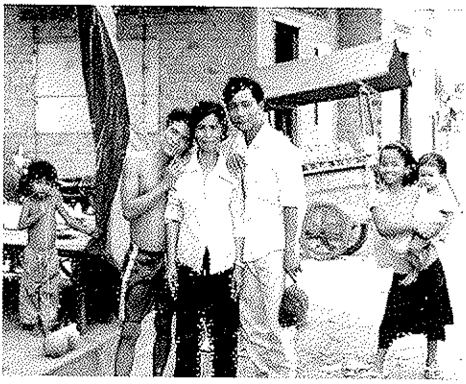

نوم پن، کمبوڈیا میں لوگوں کی دوبارہ آبادکاری

1999 میں نوم پن میں واقع ٹاؤل سوئے پرے (Toul Svay Prey) نام کی ایک آبادی کے 129 خاندانوں کو میونسپل کمیٹی کے ایک نکاسی آب پائپ بچھانے کے منصوبے کے نتیجے میں بے دخل ہونے کا خطرہ پیدا ہوا۔ اپنے کمیونٹی سیونگز گروپ کے ذریعے لوگوں نے اس بحران سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خود کو منظم کرنے کا فیصلہ کیا اور اکفیوٹ مین چے میں واقع زمین پر رضا کارانہ طور پر دوبارہ آبادکاری کیلئے خود اپنی پلاننگ بنائی اور اس پر عمل درآمد کیلئے مذاکرات کیے۔

- **کمیونٹی کے ارکان:** نے متبادل زمین کی تلاش کی اور نو جگہوں کی دی گئی حل میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا۔

- **یو این۔ہبی ٹیٹ (UN-HABITAT):** کمیونٹی کے معاہدوں کے ذریعے انفراسٹرکچر فراہم کیا جس میں کمیونٹی کے ارکان (ٹھیکیداروں کی بجائے) کو سڑکوں کی تعمیر، نکاسی آب کے پائپ بچھانے، بیت الخلا بنانے، واٹر پمپس اور شجر کاری کرنے کیلئے ادائیگیاں کی گئیں۔

- **بلدیہ:** نکاسی آب پراجیکٹ کے بجٹ سے نئی زمینیں خریدیں اور ہر گھرانے کو رہائشی قرضوں کی واپسی کے بعد اس زمین کے مالکانہ حقوق دیئے گئے۔

- **نوجوان ماہرین تعمیرات:** اربن ریسورس سنٹر کی مدد سے مکانات اور سانچے کو ڈیزائن کرنے والے ماہرین تعمیرات یعنی آرکیٹیکٹس کی امداد کی گئی۔

- **ضلعی سربراہ:** نے گفت و شنید میں معاونت کی اور تمام عمل کو آگے بڑھانے کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کیا۔

- **UPDF:** اس ادارے نے 129 گھرانوں میں سے ہر ایک کو 400 امریکی ڈالر کی رقم فراہم کی۔

- **گھرانے:** تمام گھرانوں نے سستے مکانات کے ماڈل کور ہاؤس (Core House) کے مطابق اپنے مکانات نوجوان ماہرین تعمیرات کی مدد سے خود تعمیر کیے۔

- **کمیونٹی کی بچت کا روابط:** اس روابط نے مستقل اور مسلسل دوروں کے ذریعے اس عمل کے ہر مرحلے کو شہر کے قریب واقع کمیونٹیوں کی تربیت اور اثر پذیری کیلئے استعمال کیا۔

یہ پراجیکٹ شہر کیلئے یہ دکھانے کا پہلا موقع تھا کہ کیسے بہت سے سٹیک ہولڈرز کے اشتراک سے غریب کمیونٹیاں رضا کارانہ طور پر دوبارہ آبادکاری کے عمل کی منصوبہ بندی کر سکتی ہیں اور اس پر عمل درآمد کر سکتی ہیں۔

یہ لوگوں کا انتخاب ہونا چاہیے:

بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ جس طرح امیر اور متوسط طبقے کے لوگوں کے پاس اپنی زمین خریدنے اور بیچنے کا حق ہوتا ہے اسی طرح غریب کمیونٹیوں کو بھی اپنے زمین کے اثاثہ جات کے مکمل حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ جب زمین کی اجتماعی ملکیت اور اس کے انتظام وانصرام کے غریبوں کے پاس مکمل اختیار اور فوائد حاصل ہوں گے تو یقینی طور پر اس زمین کا انتظام کرنے کا انتخاب بھی انہی کے پاس ہوگا۔

ملکیت کے حقوق مارکیٹ کی طاقتور قوتوں کو غریب کمیونٹی کے پاس آنے پر مجبور کرسکتے ہیں

غریبوں کے زمین کے اثاثوں کو رسمی شکل دینے کے فائدے بھی ہیں اور نقصانات بھی۔ جب ان کے پاس اپنے زیر قبضہ زمین کے قانونی حقوق آجاتے ہیں، غریب لوگ ان حقوق کو سرکاری خدمات کے حصول، بنک سے قرضے لینے، چھوٹی گھریلو صنعتیں لگانے اور شہر میں اپنے سٹیٹس کو جائز حیثیت دینے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ایک ستم ظریفی یہ بھی ہے کہ سماجی ترقی اور غربت کم کرنے کے پروگراموں کے دوران زمین کی ملکیت کا عدم تحفظ مارکیٹ کی قوتوں سے ان کے بچاؤ اور تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ آپ جوں جوں کسی کچی بستی کو ریگولر شکل دے، استعمال کرنے کے حقوق کو رسمی صورت دے کر یا کچی بستی کے مکینوں کو ملکیت کے حقوق دے کر زیادہ محفوظ بناتے ہیں، ایسے چھوٹے پلاٹ جو غیر محفوظ اور بے کشش ہوا کرتے تھے، اچانک شہر میں زمین کی رسمی مارکیٹ کا حصہ بن جاتے ہیں اور قابل فروخت شے بن جاتے ہیں۔ اور دولت مند لوگ انہیں بھاری رقم کے عوض خریدنے کیلئے قطار در قطار غریب لوگوں کے پاس خود چل کر آتے ہیں۔

بلاشبہ بہت سے کچی بستیوں کے مکین اس لالچ کا شکار ہوسکتے ہیں کہ وہ زمین کو بیچ کر ایک ہی بار اتنا کمالیں جتنا کمانے میں انہیں برسوں لگ سکتے ہیں۔ غربت کی منطق ہے کہ جب بحران کا خطرہ سر پر منڈلاتا ہے (قرضے، طبی ایمرجنسی اور خاندان میں کسی کی فوتیدگی) اور جب بحران آجاتے ہیں (جو ہمیشہ آتے ہی رہتے ہیں) تو غریب آدمی کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے پاس موجود ہر اس چیز کو فروخت کردے جس کی ذرا سی بھی قدرو قیمت ہو، اس میں وہ زمین بھی شامل ہے جس کے تازہ تازہ ملکیت کے حقوق اسے حاصل ہوئے ہوں۔ اس کے بعد غریب آدمی کے پاس اس کے سوا اور کوئی حل نہیں رہ جاتی کہ وہ پھر سے کسی اور کچی آبادی کو تلاش کرے اور وہاں زندگی کے دن بسر کرنا شروع کردے۔

ہر کوئی غریبوں کی بستیوں میں اس اشراف داری کے عمل کو یعنی غریب بستیوں کے آہستہ آہستہ خوشحال لوگوں کی آبادیوں میں بدل جانے کے عمل کو ایک مسئلے کے طور پر نہیں دیکھتا۔ غربت کم کرنے کے حوالے سے بہت سے سماجی پروگراموں میں غریبوں کے زیر استعمال پہلے سے موجود غیر رسمی زمین کو رسمی شکل دے دی جاتی ہے۔ ان پروگراموں کا اختتام عام طور پر اس مسئلے کو زیادہ گھمبیر صورت دینے پر ہوتا ہے کیونکہ مارکیٹ کی قوتیں کمزور اور غریب خاندانوں کو آہستہ آہستہ دھکیل کر باہر پھینک دیتی ہیں۔

یہ بھی بے دخلی کی ایک شکل ہے، ایک زیادہ نرم شکل جس میں کسی ایک شخص، ادارے یا ولن پر انگلی نہیں اٹھائی جاسکتی، کہیں مکانات گرانے کا عمل وقوع پذیر نہیں ہوتا اور غیر محسوس طریقے سے یہ ہوجاتا ہے۔ آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے، ایک ایک کرکے زمین کا ہر ٹکڑا خالی کرایا جاتا ہے۔ کوئی شخص اس کا نوٹس نہیں لیتا اور ایک روز وہاں سے سارے غریب لوگ جا چکے ہوتے ہیں۔

انفرادی یا اجتماعی ملکیت؟

انفرادی حق ملکیت دنیا بھر میں زمین کی ملکیت کی بنیادی شکل بنتا جارہا ہے، خاص طور پر شہروں میں جہاں اقتصادی توسیع اور کاروبار کے پھیلاؤ کیلئے مارکیٹ تک رسائی نہایت اہمیت اختیار کرچکی ہے۔ رواجی ملکیت اور کواپریٹو کے ذریعے اجتماعی ملکیت زمین کی ملکیت کے ایسے نظام ہیں جو قیاس آرائی (Speculation) اور اقتصادی توسیع کے آگے رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ لہٰذا دنیا بھر میں ملکیت کے ان متبادل نظاموں کو ان لوگوں کی طرح جن کے گھروں اور طرز زندگی کو یہ نظام محفوظ بناتے ہیں، آہستہ آہستہ پیچھے دھکیلا جارہا ہے۔ جس طرح ملکیت کا حق غریب آبادیوں میں منظم کیا جارہا ہے وہ ایک نہایت اہم عمل ہے جس نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کیا غریب کمیونٹیاں ان طاقتور معاشی قوتوں کی مدافعت کرپائیں گی اور کیا وہ اپنے غریب مکینوں کی حفاظت کرپائیں گی؟ (ملاحظہ کیجئے زمین کے بارے میں رہنما کتابچہ 3)

تھائی لینڈ میں اجتماعی محفوظ حق ملکیت

ایک ایسے معاشرے میں جو زیادہ سے زیادہ فردیت کا شکار ہوتا جارہا ہے یعنی جس میں اجتماعیت کی بجائے انفرادیت کا عنصر بڑھتا جارہا ہے، غریب لوگوں کی اپنے اپنے طور پر طاقت بہت کم ہوتی جارہی ہے۔ غریبوں کیلئے کمیونٹی جس کے اندر وہ زندگی بسر کرتے ہیں، کی اجتماعی قوت ان کی بقاء کے سلسلے میں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ یہ ان کی ضروریات کو پورا کرنے اور ان کے ایسے مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے جنہیں وہ انفرادی طور پر حل نہیں کرسکتے۔ کمیونٹی کے اندر اس ''اجتماعی قوت'' کو مضبوط کرنے کیلئے بان منکونگ کمیونٹی اپ گریڈنگ پروگرام کمیونٹی کی اپ گریڈنگ کے عمل کے ہر پہلو کو ہر ممکن طریقے سے بہتر بنانے کیلئے مختلف طریقوں کو آزمایا جارہا ہے۔

اس پروگرام کے ایک جزو کے طور پر کمیونٹیوں کو اس زمین کو خریدنے یا لیز پر لینے کیلئے جس پر وہ پہلے سے قابض ہیں یا اپنے گردونواح میں جس زمین کو اپنے لیے منتخب کرتے ہیں، اس کیلئے اپنے محفوظ حق ملکیت کیلئے خود معاملات طے کرنا ہوتے ہیں۔ انفرادی حق ملکیت کے منصوبوں میں ان منصوبوں کی نسبت بہت زیادہ مسائل درپیش ہوتے ہیں جن میں زمین خریدی یا کرائے پر حاصل کی جاتی ہے۔ اس میں لوگوں کی ''اجتماعی قوت'' اگر کوئی چھوٹے موٹے مسائل سامنے آئیں تو انہیں فطری طور پر حل کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ اجتماعی حق ملکیت قیاس آرائی (Speculation) یا اشراف داری (Gentrification) کے خلاف بھی حفاظتی ڈھال مہیا کرتی ہے جو ہمیشہ اس وقت ایک خطرہ بن کر سامنے آتے ہیں جب اندرون شہر میں واقع آبادیوں میں حق ملکیت محفوظ کردیا جاتا ہے۔

اس حقیقت کے علاوہ کہ لوگ اپنی کمیونٹی کے ساتھ وابستہ رہنا پسند کرتے ہیں، زمین کے اجتماعی کواپریٹو انتظام میں ایک ایسا خودکار اور ناگزیر عنصر پایا جاتا ہے جو لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر رکھتا ہے۔ ماہانہ بنیادوں پر کرایہ اکٹھا کرنے یا قرضوں کی اقساط وصول کرنے کیلئے لوگوں کا اکٹھ یا اجتماعی ملکیت میں موجود زمین کے بارے میں فیصلہ سازی کا عمل لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لے کر آنے کے مزید راستے ہیں۔ تاہم اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ لوگ اپنے مکانات بیچ نہیں سکتے یا وہاں سے کہیں اور نہیں جاسکتے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ صرف انہیں لوگوں کو اپنے مکانات فروخت کرسکتے ہیں جو کمیونٹی کواپریٹو کیلئے قابل قبول ہوں۔ کمیونٹی تنظیمیں کسی مکان کی قیمت فروخت پر کمیونٹی کی مختلف سرگرمیوں یا آبادی کی حالت بہتر بنانے کیلئے پوری کمیونٹی کے ریونیو کے طور پر ایک خاص شرح فیصدی بھی عائد کرنے کا فیصلہ کرسکتی ہیں۔

تھائی لینڈ میں غریب کمیونٹیوں کیلئے اجتماعی حق ملکیت کوئی انوکھی بات نہیں رہی بلکہ روزمرہ کی بات بن چکی ہے۔ تھائی لینڈ کے اب تک 200 شہروں میں 575 کمیونٹی اپ گریڈنگ منصوبوں (جن سے 47,000 گھرانے متاثر ہوئے ہیں) 470 منصوبے ایسے ہیں جن میں کمیونٹیوں کو اجتماعی حق ملکیت حاصل ہے۔

بے دخلی سے بچاؤ کے 7 راستے

تقریباً تمام بے دخلیاں جو ایشیائی شہروں میں کی جا رہی ہیں غیر ضروری ہیں اور ان سے بچا جا سکتا ہے۔ بے دخلیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے سروسامانی کی حالت اور تکلیف و آلام یا غلط منصوبہ بندی پر مشتمل فیصلے، عدل و انصاف کے تقاضوں سے انحراف یا بے دخلی کے پیچھے واقع ترقی کے گمراہ کن احکامات میں سے کچھ بھی ایسا نہیں جو نا گزیر ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے ایسے درمیانی راستے ہیں جو جبری بے دخلی کا متبادل ہو سکتے ہیں۔ ایسے متبادل جو نہ صرف غریبوں کیلئے بہت کار آمد ثابت ہو سکتے ہیں بلکہ ان سے ان شہروں کا بھی بھلا ہو سکتا ہے جس میں وہ رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کی مدد سے حکومتیں، غیر سرکاری تنظیمیں، امدادی ادارے اور امدادی ایجنسیاں ترقی، بہتری اور تعمیر نو کیلئے متبادل راستے کھولنے کے سلسلے میں کام کر سکتی ہیں۔

1: **یہ سمجھنا کہ غریب صرف زندہ رہنے کی جدوجہد کر رہے ہیں:** اور جاننے کی کوشش کرنا کہ جب غریب کسی زمین پر غیر قانونی طور پر آباد ہوتے ہیں تو اس لیے کہ ان کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی کہ غیر قانونی قبضہ ہی وہ واحد راستہ ہے جس کے ذریعے وہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ وہ غیر رسمی آبادیوں میں رہائش پذیر ہونے کے نتیجے میں سامنے آنے والے خطرات اور نقصانات کو جانتے ہیں تاہم اس کے باوجود ان کے پاس وہاں رہنے کی بہت سی مضبوط وجوہات ہوتی ہیں۔

2: **غریب شہریوں کو زبردستی بے دخل کر کے سزا نہ دیں:** مشینی طور پر قانون کا نفاذ کر کے انہیں ان علاقوں سے زبردستی بے دخل کر کے سزا نہ دیں جہاں وہ اپنے لیے روزگار کے ذرائع اور اپنی پناہ گاہ کا انتظام کرتے ہیں۔

3: **کمیونٹیوں کے خیالات اور آوازوں کو سننا سیکھیں:** ایسی پالیسیوں اور منصوبوں پر عمل درآمد کرنے سے پہلے جس سے ان کی زندگیاں متاثر ہوں۔ یہ سننے اور سیکھنے کا عمل قومی اور علاقائی سطح پر بھی بے دخلی کے بہت سے ایسے متبادلات اور سمجھوتے پر مشتمل حل جنہیں دوسرے ملکوں اور شہروں میں آزمایا اور برتا جا چکا ہے کا جائزہ لینے اور ان پر عمل درآمد کے ذریعے، اپنایا جا سکتا ہے۔ ایسے حل جن میں غریبوں کو مرکزی کردار کی حیثیت حاصل ہو۔

4: **کمیونٹی تنظیموں کی مضبوطی اور پھیلاؤ میں ان کی مدد کیجئے:** ان کے روابط اور وفاق تشکیل دینے کے سلسلے میں ان کی مدد کیجئے تا کہ ایسے پلیٹ فارم تشکیل دیئے جا سکیں جن کے ذریعے غریب کمیونٹیوں ایسے خیالات کو ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کر سکیں اور ایسے حل کو اجاگر کر سکیں جو کئی جگہوں پر کامیابی سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ کمیونٹی تنظیمیں ایسے مقامات ہیں جہاں سے بے دخلی کے بہت زیادہ تخلیقی، دانشمندانہ اور پائیدار حل پھوٹتے ہیں۔

5: **شہری ترقی کے منصوبہ باہمی اشتراک سے تیار کریں:** غریب کمیونٹیوں کے اشتراک سے ایسا کیا جائے تا کہ شہر کیلئے ایسے منصوبے تشکیل دیئے جائیں جن میں روزگار کے مواقع کے قریب رہائش کیلئے سستی زمین کی دستیابی کی گنجائش پیدا ہو سکے۔

6: **زمین کی بہتر مینجمنٹ اور انتظامیہ متعارف کرائی جائے:** تا کہ اپنے قبضے میں موجود شہری زمین کو زیادہ منافع کے لالچ میں خالی اور بیکار رکھنا مہنگا کام ہو جائے۔ اس کی بجائے خالی زمین کو سستی رہائش کیلئے استعمال کرنا زیادہ سود مند ہو جائے۔

7: **قانونی اصلاحات اور قانونی امداد فراہم کرنے والی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کیا جائے:** تا کہ بے دخلی کے قوانین پر نظر ثانی اور ان میں بہتری لائی جا سکے اور ایسے طریقہ کار اپنائے جا سکیں جو پہلے سے وجود رکھتے ہیں۔ یہ اس لیے ضروری ہے تا کہ غریبوں کیلئے زمین اور رہائش کی قلت پر زیادہ بہتر انداز میں توجہ دی جا سکے اور کسی بے دخلی کی صورت میں ان کے حقوق اور اثاثہ جات کی حفاظت کی جا سکے۔

تمام امکانات کو استعمال کرنے کا رجحان

■ **لامرکزیت:** بہت سے ایشیائی ملکوں میں سیاسی فیصلہ سازی کی طاقت اور بجٹ کے معاملہ کو مقامی حکومتوں کے حوالے کر کے ان میں مرکزیت کو ختم کیا جا رہا ہے۔ دور دراز دارالحکومتوں میں شہری ترقی کے منصوبوں کو تشکیل دینے کے دن ابھی نہیں ختم ہوئے لیکن مقامی حکام زیادہ آزادیاں اور زیادہ ذمہ داریاں محسوس کر رہے ہیں جب وہ اپنے علاقوں میں منصوبہ بندی کرتے ہیں کہ کیسے زمین کو استعمال میں لایا جائے اور کیسے ترقیاتی کام پایہ تکمیل تک پہنچائے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی مقامی حکومتوں کو رہائش اور غربت میں کمی جیسے سماجی مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں بھی زیادہ سے زیادہ ذمہ داریاں تفویض کی جا رہی ہیں۔ چونکہ وہ مقامی طور پر منتخب ہوتے ہیں اور اپنے ووٹروں کی زندگیوں اور مقامی حقیقتوں کے زیادہ قریب ہوتے ہیں (خاص طور پر غریبوں کے حالات) لہٰذا وہ اکثر اوقات زیادہ ذمہ دار اور جوابدہی کے احساس سے سرشار ہوتے ہیں۔ یوں لامرکزیت کے نتیجے میں کمیونٹیوں اور مقامی حکومتوں کے درمیان غریب لوگوں کی زندگی پر براہ راست اثر انداز ہونے والے ترقیاتی فیصلوں کے سلسلے میں تعمیری مکالمے کی زیادہ گنجائش پیدا ہوتی ہے۔

■ **کمیونٹی کی تنظیمیں:** گذشتہ لگ بھگ پچیس برسوں سے بہت سے ایشیائی ملکوں میں کمیونٹی کی تنظیموں نے ترقی کرنا، پھلنا پھولنا اور پختگی اختیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ قومی سطح کے کمیونٹی روابط زیادہ منظّم، زیادہ معلومات کے حامل اور بہتر رابطوں کے ساتھ منسلک ہیں۔ ان کے کمیونٹی کی بھلائی کیلئے اقدامات کے ذریعے ہزاروں غریب شہری گھرانے اپنے لیے بہتر مکانات، زمین کا تحفظ، بہتر طرز زندگی، ملازمتیں، مالیاتی قرضوں اور بہبود کی سرگرمیوں تک رسائی حاصل کر رہے ہیں۔ ایشیائی شہروں میں موجود کمیونٹی کی یہ تحریکیں جن میں سے اکثریت نے بے دخلیوں کے خلاف ہونے والی جدوجہد کی کوکھ سے جنم لیا، غربت پر قابو پانے کے طویل مدتی حلوں زمین کے تحفظ اور رہائش کے حوالے سے زیادہ متحرک اور حقیقت پسندانہ سوچ کو اپنا رہی ہیں۔

■ **شراکت داری:** کمیونٹی کی تحریکوں کے رہائش، زمین، بچتوں اور طرز زندگی کے حوالے سے وسعت اور ندرت نے انہیں ایک پرکشش ترقیاتی شراکت دار بنا دیا ہے۔ بہت سے ایسی تحریکوں نے اپنے مقامی، صوبائی اور وفاقی سطح کی حکومتوں اور کچھ دوسرے شہری سٹیک ہولڈرز کے ساتھ مضبوط شراکت کار قائم کی ہے۔ حکومتیں شہروں کو درپیش مسائل کا مشترکہ حل نکالنے کے سلسلے میں بہت تیزی سے کمیونٹی کی ان تحریکوں کے ساتھ مل کر کام کرنے میں، ان کے مخالف چلنے کی نسبت زیادہ سہولت محسوس کر رہی ہیں۔ مقامی حکومتوں اور منظّم کمیونٹیوں کے درمیان تعمیری شراکت داری ایشیا کے چند سب سے زیادہ تخلیقی اور بہتر زمین اور رہائش کی ڈیلیوری کے پروگراموں کا باعث بنی ہے۔

ایشیائی شہر اپنی بڑھتی ہوئی آبادی کو زمین اور خدمات کی فراہمی کے چیلنج سے عہدہ برا ہونے کے مسئلے سے مسلسل دوچار ہیں۔ براہ راست متاثر ہونے والے شہریوں خاص طور پر غریبوں کی مشاورت کے بغیر تیار ہونے والی پالیسیوں اور پریکٹس کے سلسلے میں بہت سے غلطیاں کی جا چکی ہیں۔ لیکن لامرکزیت اور بہتر طور پر منظّم اور باخبر کمیونٹیوں نے حکومتوں کیلئے گنجائش پیدا کر دی ہے کہ وہ ان مسائل کے دوطرفہ طور پر مفید حل تلاش کرنے کیلئے غریبوں کے ساتھ تال میل پیدا کریں۔

تخریب نہیں تعمیر:
جب ایک دوبارہ آبادکاری کا عمل اس طرح منظم کیا جائے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ متاثرہ لوگ شریک حال رہیں گے اور نئی جگہوں پر اپنی زندگیوں کو ترقی دینے کے عمل کو جاری وساری رکھیں گے تو دوبارہ آبادکاری کا عمل کمیونٹی کی توڑ پھوڑ کے بجائے اس کی ترقی کی عمل بن جائے گا۔

دوبارہ آبادکاری کے رہنما خطوط

مقامی حکام اور رہائش فراہم کرنے والے اداروں کیلئے ضروری ہے کہ وہ یاد رکھیں کہ دوبارہ آبادکاری ایک تکلیف دہ عمل ہے جو پہلے ہی غریبوں کی مصیبتوں کی شکار زندگی میں بے پناہ انتشار لانے کا سبب بنتا ہے۔ تاہم ان تکلیفوں کو کم کیا جاسکتا ہے اگر لوگوں کی معاونت کرنے کیلئے کوششیں کی جائیں اور اس بات کو یقینی بنایا جایا کہ اس عمل کے تمام مراحل کی اس طرح منصوبہ بندی کی گئی ہے کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کرسکیں۔ دوبارہ آبادکاری کے دوران غریب ترین لوگوں اور گروہوں کی حفاظت کیلئے ضروری ہے کہ اس عمل میں شریک حکام مشترکہ طور پر ایسے رہنما خطوط کو مرتب کرنے کیلئے کمیونٹیوں کے ساتھ مل کر کام کریں جو جگہ کے انتخاب، انخلا سے پہلے، اس کے دوران اور اس کے بعد کی تیاریوں کیلئے واضح طور پر قواعد وضوابط وضع کرسکیں۔ دوبارہ آبادکاری کے چند پہلو جو ان رہنما خطوط کے مدنظر ہوسکتے ہیں درج ذیل ہیں:

1: **متاثرہ لوگوں کو شامل کرنا:** متاثرہ لوگ اکثر خوشی سے دوبارہ آبادکاری پر تیار ہوجاتے ہیں اگر انہیں ان سے اس طرح نہ پیش آیا جائے جیسے ان پر احسان کیا جارہا ہے اس کی بجائے انہیں دوبارہ آبادکاری کے عمل میں ہر مرحلے پر شریک کیا جائے تاکہ وہ نئی جگہ پر اپنا مستقبل زیادہ محفوظ اور بہتر دیکھ سکیں۔ اگر کمیونٹیوں کو اس عمل کے ہر مرحلے دوران شریک حال رکھا جاسکے تاکہ وہ اپنی ضروریات کا خیال رکھ سکیں تو دوبارہ آبادکاری لوگوں کی معاشی حیثیت کو بلند کیا جاسکتا ہے اور ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاسکتا ہے جو ان کی اپنے آپ کو خود ترقی دینے کیلئے ضروری ہے۔

2: **کمیونٹیوں کو منظم ہونا ہوگا:** کمیونٹوں کو دوبارہ آبادکاری کے ایک اچھے پیکج کے سلسلے میں معاملات طے کرنے اور نئی بستی کو اجتماعی طور پر مل جل کر تعمیر کرنے کی خاطر زیادہ منظم اور زیادہ تیار ہونا ہوگا تاکہ دوبارہ آبادکاری کمیونٹی کے تمام ارکان کی جہاں تک ممکن ہو ضروریات کو پورا کرسکے۔ کمیونٹی کی اجتماعی بچتیں اس قسم کی تنظیم کاری کیلئے نہایت طاقتور ہتھیار ہیں۔ ایک اور ایسا ہی ہتھیار کمیونٹی ایکسچینج ہے جو غریب لوگوں کو ایک دوسرے کے تجربات سے سیکھنے اور دوبارہ آبادکاری کے دوسرے منصوبوں کا جائزہ لینے کے قابل بناتا ہے تاکہ دیکھا جاسکے کہ کیا کچھ کارآمد ہے اور کیا نہیں ہے (ملاحظہ کیجئے کمیونٹی کی تنظیموں کے بارے میں رہنما کتابچہ 6)۔

3: **دوبارہ آبادکاری کے بارے میں معلومات:** دوبارہ آبادکاری شروع ہونے سے بہت پہلے لوگوں کے اجلاس منعقد کیے جانے چاہئیں جن میں اس سارے عمل کی وضاحت کی جائے، اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ نئی جگہ پر ملکیت کی شرائط کیا ہوں گی اور یہ وضاحت بھی کی جائے کہ زمین اور خدمات کے سلسلے میں لوگ کتنی رقم کی توقع رکھیں گے۔ یہ ضروری ہے کہ مدت وقت اور کمیونٹی کوآپریٹو یا انفرادی گھرانوں کے ساتھ زمین کی ملکیت یا لیز کے معاہدے پر خاص زور دیا جائے۔

:4 کمیونٹی کا سروے کرنا: کمیونٹی کو اپنے تمام رہائشیوں کا مکمل سروے کرنا چاہیے تاکہ کمیونٹی اور حکام کی اس سلسلے میں مدد کی جاسکے کہ دوبارہ آبادکاری کی جگہ پر کون پلاٹ حاصل کرنے کا مجاز ہوگا۔ کچھ صورتوں میں کوئی کمیونٹی اس بات کا فیصلہ کرسکتی ہے کہ کسی مکان کے سٹرکچر کا مالک یا ایسا کرایہ دار جو اس کمیونٹی میں ایک خاص مدت سے رہائش پذیر ہے کو بھی دوبارہ آبادکاری کے منصوبے میں شامل کیا جائے جبکہ کچھ اور صورتوں میں کمیونٹیاں یہ فیصلہ کرسکتی ہے کہ ہر ایک کو دوبارہ آبادکاری میں شامل کیا جائے۔ صورت کوئی بھی ہو دوطرفہ طور پر تصدیق کی جانے والی معلومات پلاٹ مختص کرنے کے صاف اور شفاف عمل کو یقینی بنائیں گی۔

:5 نیا پلان تیار کرنا: کمیونٹی نئی صورتحال کیلئے خود کو منظم کرنے کے سلسلے میں وقت اور معاونت کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ مکانات کی اقسام اور سانچوں کا جائزہ لیا جائے اور طے کیا جاسکے کہ انہیں کس قسم کے پلاٹوں کی ضرورت ہے، وہ کس قسم کے مکانات کو برداشت کرسکتے ہیں اور نئی آبادکاری کے منصوبے میں وہ کمیونٹی کیلئے کس قسم کی جگہوں اور سہولتوں کو شامل کرانا چاہتے ہیں۔ اگر اسے مناسب تکنیکی معاونت میسر آجائے تو کمیونٹی بہت مختصر بجٹ اور کم زمین کے باوجود خود بہت عملی اور حقیقت پسندانہ طور پر طے پانے والے سانچے اور رہائشی منصوبے کو تیار کرسکتی ہے۔

:6 نئی جگہ کا انتخاب کرنا: دوبارہ آبادکاری کی جگہ پر فراہمی آب، نکاسی آب کی سہولتیں، بجلی اور دیگر سماجی سہولیات مثلاً سکول، کلینک، عبادت کے مقامات اور پبلک آمدورفت جیسی اہم ترین خدمات تک رسائی ہونا ضروری ہے۔ کمیونٹیوں کیلئے نئی جگہ کا روزگار کے مواقع کے قریب ہونا ہمیشہ قابل ترجیح ہوتا ہے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر یہ ضروری ہے کہ نئی جگہ کا انتخاب متاثر ہونے والے لوگوں کی مشاورت کے ساتھ کیا جائے اور حتمی انتخاب ان کی رضامندی کے ساتھ کیا جائے۔

:7 نئی جگہ کی تیاری اور انخلا: کسی بھی شخص کو نئے جگہ پر جانے کیلئے تیار نہیں ہونا چاہیے جب تک کہ اسے بنیادی خدمات، عارضی رہائش اور موقع پر امدادی نظاموں کیلئے مکمل طور پر تیار نہ کرلیا جائے۔

:8 انخلا کو منظم کرنا: انخلا کسی بھی صورت بارشوں کے موسم میں نہیں ہونا چاہیے اور لوگوں کو نئی جگہ پر اپنا سامان اور عمارتی میٹریل ساتھ لے جانے کیلئے انہیں آمدورفت مہیا کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ بوڑھوں، معذوروں اور عورتوں کی سربراہی والے کنبوں کو اپنے پرانے گھروں کو ختم کرنے اور نئی جگہ پر نئے گھروں کو تعمیر کرنے کیلئے اضافی امداد کا انتظام کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی بنیادی آبادکاری تک انہیں خوراک کی سہولیات بہم پہنچانا بھی نہایت ضروری ہے۔

شہروں کے پاس پہلے ہی اپنے ماہرین تعمیرات موجود ہوتے ہیں

لوگوں کے رہائشی مسائل کے حل تجویز کرنے کیلئے مہنگے مشیروں کی خدمات حاصل کرنے کی بجائے بہت سے شہری فیصلہ ساز ان لوگوں کی معاونت حاصل کررہے ہیں جو پہلے ہی شہروں میں سستے مکانات فراہم کرنے کا کام کررہے ہیں یعنی خود غریب لوگ۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ چند بہت اچھے اور قابل عمل تصورات کہ ایک ہاؤسنگ کے پروگرام کو کیسا ہونا چاہیے (مثلاً دوبارہ آبادکاری کی سکیم) انہی کمیونٹیوں، ان کے روابط اور ان کے وفاق کے اندر سے پھوٹ رہے ہیں۔

بے دخلی کیخلاف 9 متبادل ھتھیار

ایشیا میں کمیونٹی کی تنظیموں اوران کے سپورٹروں کی جانب سے بے دخلی کے معاملات سے نمٹنے کے انداز میں خاصی بڑی ارتقائی تبدیلی آچکی ہے۔بیس سال پہلے تک ان کے اہم ہتھیاروں میں بے دخلیوں کے خلاف متاثرین کی مدافعت کومنظم کرنا اور مکانات کوگرانے کے خلاف عدالت میں مقدمات کا اندراج شامل تھا۔

لیکن اگر بے دخلی کے دوران تشدد کے ماحول میں ،خوف اور بے گھری کی صورتحال میں مثبت طور پر سوچنا اور متبادل کے بارے میں معاملات طے کرنا آسان نہیں ہوتا۔جونہی ایک بحران جنم لیتا ہے کمیونٹیوں کے پاس ہتھیار تیزی سے کم ہونے لگتے ہیں۔اس صورتحال میں ایشیا کی کمیونٹیوں کے سامنے سوال یہ تھا کہ کیسے ان بے دخلیوں کے جھگڑوں کو طے کرنے کیلئے ایک زیادہ پیشگی اور زیادہ طویل مدت کے عمل کوتخلیق کیا جائے۔بجائے اس کے کہ مجہول سے انداز میں بیٹھ کر بے دخلی کرنے والے جتھے کا انتظار کیا جائے اور اس کے بعد اسے روکنے کی کوشش کی جائے کیا یہ زیادہ بہتر نہیں کہ بے دخلی کا واقعہ رونما ہونے سے بہت پہلے کمیونٹیاں گنجائش پیدا کریں کہ وہ محفوظ رہائش کے طویل مدتی اہداف پر توجہ مرکوز کرسکیں؟ایشیا کی کمیونٹی تنظیموں نے بے دخلی کو روکنے اور شہری حکومت کے ساتھ اپنے تعلقات میں تبدیلی لانے کیلئے بہت سی حکمت عملیاں بنائیں،انہیں بہتر شکل وصورت دی اور انہیں پروان چڑھایا۔اب یہ حکمت عملیاں پھل پھول رہی ہیں(ملاحظہ کیجئے کمیونٹی کی تنظیموں کے بارے میں رہنما کتابچہ 6)۔

1: کمیونٹی کی بچتیں:اجتماعی بچتیں کمیونٹی کے لوگوں کوایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی ہیں۔انہیں اپنے اجتماعی اثاثوں کا انتظام کرنا سکھاتی ہیں اورانہیں اپنی ترقی کے عمل کا کنٹرول خود اپنے ہاتھوں میں لینے میں مدد دیتی ہیں۔بچتیں غریب لوگوں کیلئے گنجائش پیدا کرتی ہیں کہ وہ دھیرے دھیرے اپنی توانائیوں کو بڑھائیں اور ایک اجتماعی نظام کے ذریعے مل جل کر اپنے فیصلے کریں۔جب چھوٹی بچتیں کرنے والے گروپ ایک بڑے نیٹ ورک کے ساتھ جڑتے ہیں تو یہ روابط کمیونٹی کے ارکان کو بڑے مالیاتی وسائل تک رسائی دیتی ہیں اور جب ان کی بنیادی ضروریات کی بات ہوتو ان کی یکجائی کو مضبوط کرتی ہیں۔اس کے علاوہ غریبوں کو ان کے مسائل کے ساتھ جڑے ہوئے بڑے اور سٹرکچرل معاملات خصوصاً بے دخلی اور شہری زمین تک رسائی جیسے معاملات کے ساتھ ڈیل کرنے کے قابل بناتی ہیں۔

2: کمیونٹی کے بارے میں مواد جمع کرنا:جب شہر لوگوں کو شمار کرتے ہیں تو غریب بیچارے کسی شمار قطار میں نہیں آتے لیکن جب غریب لوگ شمار کرنے پر آتے ہیں تو وہ کمیونٹی کو متحرک کرنے والی سب سے بڑی قوت ثابت ہوسکتے ہیں۔جب کمیونٹیاں اور نیٹ ورک کسی شہر میں تمام غریب اور غیر رسمی آبادیوں کا سروے کرتے ہیں تو وہ دراصل ایسی معلومات جمع کررہے ہوتے ہیں جو اس سے پہلے کبھی شہری آبادی کے ایک بڑے حصے سے متعلق اعداد وشمار،ذریعہ معاش،مسائل اور طرز زندگی کے حوالے سے کبھی جمع نہیں کیا گیا۔کمیونٹی کے بارے میں معلومات جمع کرنے کا عمل غریب کمیونٹیوں کو یہ احساس دلانے میں ان کی مدد کرتا ہے کہ وہ تنہا نہیں ہیں اور یہ کہ وہ جن رہائشی مسائل کا سامنا کررہے ہیں وہ شہر کی منصوبہ بندی اور شہری زمین کے استعمال جیسے کہیں زیادہ بڑے ساختیاتی معاملات کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

3: بستی کا نقشہ بنانا:غریب کمیونٹیوں کے روابط کیلئے معلومات جمع کرنے کے عمل کا ایک اہم حصہ آبادی کا تفصیلی نقشہ بنانا ہے۔جب آبادی کی حالت میں بہتری لانے کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے تو نقشہ سازی ایک اہم ضروری کا ذریعہ بنتی ہے۔پہلی دستیاب معلومات جو کمیونٹی کے نقشے مہیا کرتے ہیں ان کمیونٹیوں کو منصوبہ بندی اور موبلائزیشن کے طاقتور ہتھیاروں سے لیس کردیتے ہیں اور محفوظ ملکیت،بنیادی خدمات تک رسائی اور رہائش کے استحقاق کے سلسلے میں گفت وشنید کے دوران موثر سودے بازی کی چپس بھی مہیا کرتا ہے۔

4 **مکانات کے ماڈلوں کی نمائش:** جب کمیونٹیاں اپنے مکانات کے مکمل ڈیزائن بناتی ہیں اور حکومت اور عوام کو دعوت دیتی ہیں کہ آئیں اور دیکھیں کہ وہ کیا منصوبہ بندی کرتی رہی ہیں تو اس دوران بہت سی چیزیں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ مکانات کے ماڈلوں کی نمائش امکانات کو ''جمہوری انداز'' بخشتی ہے۔ یہ ماڈل انہیں تعمیرات کے سلسلے میں تربیت فراہم کرتے ہیں۔ وہ ان کے اندر جوش و خروش بھرتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں کہ وہ اپنے تخیل میں سستے گھروں کے ماڈل لائیں اور وہ حکومت اور سول سوسائٹی کو دکھاتے ہیں کہ لوگ کیا کچھ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

5 **متبادل منصوبوں کے بارے میں معاملات طے کرنا:** اگر کمیونٹیاں بے دخلی کے واقعہ کو رونما ہونے سے بہت پہلے خود کو اس کیلئے تیار کر سکیں اور اپنے حل تلاش کر سکیں تو ان کے پاس زیادہ راستے اور زیادہ کنٹرول ہوگا۔ جب غریب کمیونٹیاں اپنے جامع اور حقیقت پسندانہ گھروں کے حل لے کر جن میں لوگوں کی بنیادی بقاء اور شہری ترقی جیسے معاملات کی بات شامل ہوگی تو حکومت کیلئے ان کی بات سنی ان سنی کر دینا بہت مشکل ہو جائے گا۔

6 **زمین کی تلاش:** اکثر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ غریبوں کی رہائش کیلئے کوئی زمین باقی نہیں رہی لیکن جب لوگ اپنے شہر کو بہتر انداز میں سمجھنا شروع کر دیتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنے لیے زمین تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں بلکہ ترقیاتی منصوبوں کے بارے میں بھی اپنی تعلیم و تربیت کر لیتے ہیں۔ وہ اس دعوے کو چیلنج کر سکتے ہیں اور دوبارہ آبادکاری کی بہتر ڈیل کو طے کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

7 **گھر کی منصوبہ بندی:** ایک باوقار، محفوظ رہائش کیلئے لڑائی کرنا مشکل ہوتا ہے اگر آپ کو کوئی آئیڈیا نہیں کہ وہ گھر یا کمیونٹی کیسی ہو سکتی ہے۔ غریب پہلے ہی اپنے گھروں کے معمار اور اپنی زمین کے ذمہ دار منصوبہ ساز ہوتے ہیں۔ جب ان ہنروں کو اجاگر کیا جاتا ہے اور انہیں نکھار کر ایک حقیقی ہاؤسنگ پلاننگ کے عمل میں ڈھالا جاتا ہے تو یہ ہر قسم کی تخلیقیت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

8 **تبادلے کا ہنر سیکھنا:** کمیونٹیوں کے درمیان تبادلہ، جو میں غریب لوگ ایک دوسرے کے پاس جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں ایک ترقی کا ہتھیار ہوتا ہے جو لوگوں کی غربت اور بے دخلی کی جڑوں کو کھوجنے کی صلاحیت کو بڑھاتا ہے۔ فرد سے فرد کے درمیان تبادلے کے ذریعے سیکھنے کے عمل کو ایک ہمہ پہلو ہتھیار کے طور پر تسلیم کیا جا چکا ہے۔ علیحدگی کو ختم کرتے، اعتماد میں اضافہ کرنے، امکانات کو وسعت دینے اور روابط کی تشکیل کے ایک ذریعے کے طور پر تبادلہ ناامیدی کے خلاف ایک بہت اثر انگیز تریاق کی حیثیت رکھتا ہے۔

9 **روابط تشکیل دینا:** کوئی ایک گھرانہ یا کمیونٹی اپنے طور پر شہر کے کرتا دھرتا لوگوں کے ساتھ وسائل کے بارے میں معاملات طے نہیں کر سکتی۔ یہ صرف اس وقت ممکن ہوتا ہے جب وہ ایک تنظیم کی صورت میں جو اپنے پیچھے ایک بڑی تعداد کی متحدہ قوت کی حامل ہو اجتماعی طور پر گفت و شنید کریں۔ تبدیلی لانے کیلئے تبدیلی کا مطالبہ کرنے والے لوگوں کی ایک مضبوط جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ مضبوط جماعت حل تلاش کرتی ہے، تبدیلی کے خلاف مزاحمت کی کمر توڑتی ہے اور غریب لوگوں اور وسائل کے درمیان موجود رکاوٹوں کو ہٹاتی ہے۔ کمیونٹی روابط بھی ملک یا شہر کے مختلف حصوں میں موجود غریب کمیونٹی کے درمیان افقی تعلم، دوطرفہ سپورٹ اور خیالات کے تبادلے کیلئے پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔

کچی آبادیوں کے مکینوں کی بین الاقوامی تنظیم (SDI)

گذشتہ دس برس سے Slum-Dwellers International (SDI) یعنی کچی آبادیوں کے مکینوں کی بین الاقوامی تنظیم عالمی سطح پر لوگوں کی تنظیموں کی ایک مضبوط بنیاد قائم کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہے تاکہ بے دخلی کے معاملے سے نمٹنے کیلئے ان کی اپنی حکمت

عملیاں بنائی جائیں اور انہیں عام کی جائے۔اس کے علاوہ ان گروپوں کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ معلومات اور تجربات کا تبادلہ کرنے کیلئے مواقع پیدا کیے جاسکیں۔ یہ نیٹ ورک دنیا کے ان مختلف حصوں اور مختلف شہروں میں جہاں کمیونٹیوں نے کامیابی کے ساتھ زمین اور محفوظ حقوق کیلئے معاملات طے کیے اور اس کے بعد رہائش اور انفراسٹرکچر کی تعمیر مکمل کی، زندہ مثالوں کو سامنے لے کر آتا ہے۔ ایس ڈی آئی جیسے بنیادی اور نچلی سطح کے بڑے نیٹ ورکوں کے بہت سے فوائد میں سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ کمیونٹیوں کو بے دخلی کا سامنا کرنے کیلئے تیار کرتے ہیں تا کہ وہ جان سکیں کہ:

☆ وہ تنہا نہیں ہیں۔ اور یہ کہ بہت سے دوسرے لوگ اسی قسم کے بحرانوں کا سامنا کر رہے ہیں اور ان سے نبرد آزما ہونے کیلئے ایسے حل تلاش کر رہے ہیں جو انہیں محفوظ زمین اور رہائش کے حصول کے مقصد کی جانب لے جاسکیں۔

☆ اگر آپ تیار ہیں تو وہ زیادہ تر حکومتوں کے ساتھ معاملات طے کیے جاسکتے ہیں۔

☆ حل ممکن ہیں اور بے دخلی کا باعث بننے والے منصوبوں میں ترمیم کی جاسکتی ہے تا کہ لوگوں کی محض تھوڑی سی تعداد کو بے دخلی کا سامنا کرنا پڑے اور دوبارہ آبادکاری کے پیکج پر بات کی جائے اور اسے حاصل کیا جائے۔

☆ وہ حلوں اور حکمت عملیوں کی ایک بڑی تعداد میں سے اپنے لیے مناسب حل اور حکمت عملی کا انتخاب کر سکتے ہیں جو ان کے ارد گرد تو موجود نہیں ہو سکتے لیکن کسی اور جگہ انہیں پرکھا اور آزمایا جا چکا ہے۔

جبری بے دخلی کے بارے میں مشاورتی گروپ (AGFE)

اے جی ایف ای کو UN-HABITAT نے 2004 میں بہت سی بین الاقوامی تنظیموں، غیر سرکاری تنظیموں، حکومتوں اور کچی آبادیوں کے مکینوں کی تنظیموں کے نمائندوں کے خیالات کی بنیاد پر قائم کیا جو اپنے تجربے کی بنیاد پر جانتے تھے کہ کمیونٹیاں، شہر اور ماہرین مل جل کر جبری بے دخلی کے متبادل حل تلاش کرنے کیلئے کام کر سکتے ہیں۔ تصور یہ تھا کہ بین الاقوامی سطح پر ایک آزاد اور بہت سے تعلق داروں (Stake Holders) پر مشتمل گروپ قائم کیا جائے جو کچھ عرصے سے جاری یا فوری طور پر درپیش جبری بے دخلیوں میں مداخلت کرنے کے قابل ہوں۔ اے جی ایف ای کا بنیادی مقصد متبادل حلوں کے فروغ کے ذریعے جبری بے دخلیوں کو روکنا ہے جن میں موقع پر اپ گریڈنگ اور گفت وشنید کے ذریعے طے پانے والی دوبارہ آبادکاری شامل ہے۔ ایک پیشگی، طویل مدتی اور نتیجہ خیز متبادلات کی تشکیل پر زور دیتے ہوئے جو بے دخلی کے بحران کو لوگوں کی جانب سے رہائشی عمل کی تعمیر (یا تعمیر نو) کے مواقع میں تبدیل کر سکیں۔ گروپ کی اپروچ محض سادہ انداز کی مداخلت سے کہیں آگے ہے۔

اے جی ایف ای کے اراکین جو سول سوسائٹی، مقامی حکام، مرکزی حکومتوں، تعلیمی اداروں اور پیشہ ور تنظیموں سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں UN-HABITAT کی جانب سے علاقے، ادارے اور صنفی مساوات کی بنیاد پر دو سال کے عرصے کیلئے نامزد کیا جاتا ہے۔ چونکہ اے جی ایف ای دنیا بھر میں ہونے والے بے دخلیوں کے تمام واقعات کا احاطہ نہیں کر سکتی لہٰذا اس سے منسلک تنظیمیں جبری بے دخلیوں کے خلاف جدوجہد میں اپنی شمولیت کے ذریعے ایک بین الاقوامی معاونت کا حامل نیٹ ورک تشکیل دیتی ہیں۔ جہاں اے جی ایف ای نہیں جاسکتی وہاں اس روابط سے تعلق رکھنے والے افراد اور گروپ متبادلات کی تلاش میں اپنا حصہ ادا کرتے ہیں۔

اپنے قیام سے اب تک اے جی ایف ای نے جبری بے دخلیوں کے 30 سے زیادہ کیسوں کی کھوج لگائی، نگرانی کی اور دستاویزی صورت دی ہے۔ اور ان شہروں میں جہاں بے دخلی کا عمل وقوع پذیر ہو رہا تھا یا جہاں بے دخلی کا نمایاں خطرہ موجود تھا، رضاکارانہ طور پر ثالثی کا کردار

ادا کیا ہے۔اپنی پہلی دو رپورٹوں میں جو www.un-habitat.org پر موجود ہیں، اے جی ایف ای کامیاب تجربات اور win-win حل کو فروغ دینے والی حکمت عملیوں کو منظر عام پر لے کر آئی ہے جو ضروری شہری ترقی کے عمل کی حمایت کرتے ہوئے) لوگوں کی پناہ کے حقوق کو محفوظ کرتی ہیں۔

اوزاروں سے بھرا باکس

''میرے خیال میں ایڈوائزری گروپ ایک آلات سے بھرے ہوئے باکس کی مانند ہے۔اس باکس کے اندر ہم ان مختلف اوزاروں کو رکھتے ہیں جو بے دخلی کے خلاف جنگ کیلئے ہمارے مختلف شعبوں کے اندر، مختلف ملکوں میں مختلف لوگوں نے بنائے ہیں۔اس کے بعد ہم اس باکس کو بند کر کے کسی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کیلئے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔اور میں بذات خود باکس میں موجود اوزاروں میں سے ایک ہوں لہٰذا جب حکومت ہمارے اس آتی ہے اور کہتی ہے۔''او کے، تمہارا کہنا ہے کہ تمہارے پاس آئیڈیاز ہیں اس بارے میں کہ ہم ان لوگوں کو بے دخل نہ کریں تو پھر تم بتاؤ کہ تمارے پاس کیا متبادل حل موجود ہیں؟ اور اس پر اس اوزاروں والے بڑے باکس کے اندر سے مسئلے کا حل نکل آتا ہے''۔

(روز مولوکونے (Rose Molokoane)، اے جی ایف ای کے وسیع تر روابط کی رکن تنظیم، جنوبی افریقن ہوم لیس پیپلز فیڈریشن کی نمائندہ)

حوالہ جات

کتابیات ومضامین

Ahmedabad Study Action Group, 1998, Shelter and Settlements, (for more information on ASAG's work, contact them on e-mail: asagad1@sancharnet.in

Asian Coalition for Housing Rights (ACHR), October 2003, How Poor People Deal with Eviction, a special issue of the Newsletter of the Asian coalition for Housing Rights, Number 15. This publication can be downloaded from the ACHR website: www.achr.net

Bombay First, 2003, The City: Land use and Housing in Mumbai, Volume 1, Series 4

Center for Housing Rights and Evictions (COHRE), Global Survey on Forced Evictions, Violations of Human Rights, Draft, December 2006

UK Department for International Development (DFID), April 2001, Meeting the Challenge of Poverty in Urban Asia

Fernandes, Kenneth (ed), 1998, Forced Evictions and Housing Rights Abuses in Asia, Second Report 1996-97, Asian Coalition for Housing Rights, City Press, Karachi

Hardy, Jorge E, Cairncross, Sandy & Satterthwaite, David (eds.), 1990, The Poor Die Young: Housing and Health in Third World Cities, Earthscan Publications, London

Lloyd, Peter, 1979, Slums of Hope? Shanty Towns of the Third World, Manchester University Press

Local Government of Kotamadya Surabaya, in cooperation with the Directorate General for Human Settlements, Ministry of Public Works, Indonesia, 1991, The Cliean and Green Kampungs of Surabaya: Kampung Improvement Programme Supporting Housing by People

Mehta, Dinesh, 2000, The Urbanization of Poverty, Habitat Debate, Volume 6, Number 4, Nairobi

Ministry of Housing and Construction, and the National Housing and Development Authority, 1991, Shelter in Sri Lanka, 1978-1991, (for copies, please contact Sevanatha in Colombo: www. sevanatha.org)

Mitlin, Diana & Satterthwaite, David (eds.), 2004, Empowering Squatter Citizen: Local Government, Civil Society and Urban Poverty Reduction, Earthscan Publications, London

Office of the High Commissioner for Human Rights (OHCHR), 1997, CESCR General Comment 7, The Rights to Adequate Housing (Article 11.1: Forced Evictions, Sixteenth Session

Save the Children Sweden, 2002, Development as Freedom, Oxford University Press, Oxford and New York

UNESCAP, 1996, Living in Asian Cities: The Impending Crisis, Causes, Consequences and Alternatives for the Future, Report of the Second Asia-Pacific Urban Forum, United Nations, New York

UN-HABITAT, 2005, Forced Eviction - Towards Solutions? First Report of the Advisory Group on Forced Evictions to the Executive Director of UN-HABITAT

UN-HABITAT, 2007, Forced Eviction - Towards Solutions? First Report of the Advisory Group on Forced Evictions to the Executive Director of UN-HABITAT

UN-HABITAT, 2003, Slums of the World: The Face of Urban Poverty in the New Millennium? Working Paper, Nairobi

UN-HABITAT, 2003, The Challenge of Slums: Global Report on Human Settlements 2003, Earthscan, London and Sterling, VA

Urban Poor Development Fund Newsletters, The various newsletters and reports of the UPDF in Phnom Penh Cambodia can be downloaded from the ACHR website: www.achr.net

William, B. and Barter, P., 2003, Double Jeopardy: The link between transport and evictions Habitat Debate, 7 (3)

اہم ویب سائٹس کی جامع فہرست: ویب سائٹس کی جامع فہرست کیلئے جس سے اس رہنما کتابچہ سیریز میں زیر بحث آنے والے موضوعات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں، براہ کرم ہاؤسنگ دی اربن پوور ویب سائٹ، اور "Organizations Database" کے لنکس کو ملاحظہ کیجئے۔ www.housing-the-poor.net

مترجم: محمد عاطف علیم

ادارت ونظر ثانی: ثاقب شریف

اہتمام اشاعت: اورنج ایڈورٹائزنگ ایجنسی، اسلام آباد

اظہار لاتعلقی

ان مطبوعات میں پیش کردہ ڈیزائن یا مواد کسی صورت میں بھی اقوام متحدہ کے سیکریٹریٹ کی جانب سے کسی ملک، جغرافیائی حدود، شہر یا اس کے دائرہ اختیار کی قانونی حیثیت یا اقتصادی نظام یا ترقی کی رفتار کے حوالے سے اس کی سرحدوں یا حدود کی حد بندی حوالے سے کوئی رائے زنی نہیں کرتا۔ ان میں موجود تجزیہ، اخذ کردہ نتائج اور سفارشات سے اقوام متحدہ یا اس کے کسی رکن ملک کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ ذرائع کا حوالہ دینے کی شرط پر اقتباسات کو بلا اجازت شائع کیا جاسکتا ہے۔

سرورق ڈیزائن کردہ ACHR، ٹام کر۔ نیروبی میں واقع اقوام متحدہ کے دفتر نے شائع کیا۔

اہتمام تصویر سرورق: یوایس ایڈ فائر پراجیکٹ

ایشیائی شہروں کی غریب آبادی کیلئے رہائشی سہولتوں کی فراہمی کی سیریز کی اشاعت ہالینڈ کی حکومت اور اقوام متحدہ کے ڈویلپمنٹ اکاؤنٹ کے مالی تعاون کے باعث ممکن ہوئی۔

پبلشر:

یونائیٹڈ نیشنز اکنامک اینڈ سوشل کمیشن فار ایشیا اینڈ پیسفک (UNESCAP)

راجام نرن نوک ایونیو

بنکاک، ۱۰۲۰۰، تھائی لینڈ

ای میل: unescap-prs@un.org

ویب سائٹ: www.unescap.org

اور

یونائیٹڈ نیشنز ہیومن سیٹلمنٹس پروگرام (UN-HABITAT)

پی او بکس نمبر 30030، جی پی او 00100

نیروبی، کینیا

فیکس: 7623092 (20-254)

ای میل: tcbb@un-habitat.org

ویب سائٹس: www.un-habitat.org

PHOTO: UNESCAP

ایشیا اور پیسفک کے علاقوں میں تیز رفتار شہر کاری (Urbanization) اور اقتصادی ترقی کا نتیجہ شہری غریب آبادی کی اپنے علاقوں سے بہت بڑی تعداد میں نقل مکانی کی صورت میں نکلا ہے۔ زیادہ تر صورتوں میں انہیں روزگار اور معاشی ترقی کے مواقع کے مراکز سے دور اجنبی علاقوں کی خاک چھاننا پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ ایشیا اور پیسفک کے خطوں میں 500 ملین سے زیادہ لوگ اس وقت کچی آبادیوں اور غیر قانونی بستیوں میں مقیم ہیں اور ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

ایشیائی ملکوں میں مقامی حکومتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ 2020 تک کچی آبادیوں میں رہنے والوں کی حالت زار میں واضح بہتری کی غرض سے ''ہزاریہ ترقی کے اہداف'' کو حاصل کرنے کیلئے شدید اہمیت کے حامل پہلے قدم کے طور پر شہری غریب آبادی کے رہائشی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کی حکمت عملی بنائیں۔ ان رہنما کتابچوں کی اشاعت کا مقصد مقامی اور ملکی سطح پر موجود پالیسی سازوں کی شہروں میں غربت کم کرنے کے وسیع تر عمل کی حدود میں رہتے ہوئے غریب دوست رہائشی سہولیات کی فراہمی اور شہری ترقی کیلئے سوجھ بوجھ میں اضافہ کرنا ہے۔

رہنما کتابچے نہایت آسان اسلوب میں پیش کیے جا رہے ہیں اور ان میں درج ذیل رہائشی سہولتوں سے متعلقہ درج ذیل معاملات کے حوالے سے ابھرنے والے رجحانات، حالات، تصورات، پالیسیوں، ذرائع اور سفارشات کا عمومی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے:۔

(۱) شہر کاری:۔ شہری ترقی میں غریب آبادی کا کردار۔ (۲) کم آمدنی کی آبادی کیلئے رہائش کاری:۔ غریب شہری آبادی کو مناسب رہائش کی فراہمی میں مدد دینے کے طریقے۔ (۳) زمین:۔ غریب شہری آبادی کو رہائشی سہولیات کی فراہمی میں ایک بنیادی عنصر۔ (۴) نقل مکانی:۔ غریب شہری آبادی کی مکمل تباہی سے بچنے کا متبادل راستہ۔ (۵) رہائشی سہولیات کی فراہمی کیلئے درکار سرمایہ:۔ غریبوں کو مکانات کی تعمیر کیلئے درکار سرمائے کے حصول میں مدد دینے کے طریقے۔ (۶) شہری تنظیمیں:۔ غریب بطور ترقی کا سفیر۔ (۷) کرائے کی رہائش:۔ غریبوں کیلئے سب سے زیادہ نظر انداز کیے جانے والا رہائش کے مسئلے کا متبادل حل۔

زیر نظر رہنما کتابچہ نمبر 1 ایشیا میں شہر کاری کے چند موجودہ رجحانات بشمول دیہی۔ شہری نقل مکانی، شہر کاری، غربت اور شہر کاری کے تناظر میں رسمی اور غیر رسمی رہائش کاری کی حالت زار کا جائزہ پیش کرتا ہے۔ کتابچہ رہائش کاری اور زمین کی پالیسیوں اور پروگراموں کا تجزیہ بھی پیش کرتا ہے اور ان میں سے آجکل سب سے زیادہ موثر پالیسیوں اور پروگراموں کو نمایاں کرتا ہے۔

مزید معلومات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں: **www.housing-the-urban-poor.net**

United Nations Human Settlements
Programme (UN-HABIT AT)
P.O.Box 30030 GPO 00100
Nairobi, Kenya
Fax: (254-20) 623092 (TCBB Offce)
E-mail: tcbb un-habitat.org
Web site: www.un-habitat.org

United Nations Economic and Social Commission
for Asia and the Pacifc (UNESCAP)
Rajdamnern Nok Avenue
Bangkok 10200, Thailand
Fax: (66-2) 288 1056 1097
Email: escap-prs un.org
Web site: www .unescap.org